حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ
کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب
سیرت
حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ
تالیف:
محمد حسیب القادری
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد حبیب القادری

پبلشرز: اکبر بک سیلرز

تعداد: 600

قیمت: 120/-

# انتساب

شہید ناموسِ رسالت' عاشق رسول

حضرت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

بے چارہ ناتوانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

برلب رسیدہ جانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

نام تو بر زبانم در ورد است صبح و شام

جز ایں دیگر ندانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

شہباز آسمانی، عنقاء لامکانی

فیاضِ دوجہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

(از حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

# فہرست

# حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے مبارک نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور اپنے محبوب پاک تاجدار انبیاء، خاتم النبین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ ان کی آل اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود وسلام۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جتنی بھی مدحت بیان کی جائے وہ کم ہے اور بقول سید الاولیاء پیرانِ پیر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ!

اے قصر رسالت از تو معمور

منشور لطافت از تو مشہور

''رسالت کا محل آپ ﷺ کی وجہ سے آباد ہے اور لطف وکرم کا منشور آپ ﷺ ہی کے دم سے مشہور ہے۔''

نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کا لازمی جز ہے لیکن اس محبت کا صرف زبانی اظہار کافی نہیں بلکہ مذہب اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان اپنے آقا و مولیٰ حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت والفت میں اتنے سرشار ہو جائیں کہ آپ ﷺ کی محبت تمام محبت پر غالب آجائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ

قل ان کان اباؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین۔ (سورۃ توبہ۔ ع ۹)

"(اے میرے محبوب)! تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے (یعنی عذاب) اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بالکل صاف اور واضح طور سے فرمایا ہے کہ اے محبوب دنیا والوں کو یہ بات بتلا دو کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہاری عورتیں، تمہارے کنبے، تمہارے مال اور وہ تمام چیزیں جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہیں اور تمہیں جن کے نقصان کا ڈر ہے یہ تمام چیزیں اگر تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول پاک ﷺ سے زیادہ پیارے اور محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اسی بات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مومن کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت نہ صرف ہم پر فرض ہے بلکہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ محبوب بھی ہونی چاہیے۔ بقول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ!

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

زیر نظر کتاب "سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ" کی ترتیب و تدوین کا مقصد یہی ہے کہ قارئین آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک کا مطالعہ کریں اور آپ رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو بامعنی مقصد میں بسر کریں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں آپ رضی اللہ عنہ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

# محبت کا بیان

قرآن مجید میں سورۃ المائدہ میں فرمانِ الٰہی ہوتا ہے:

''اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی حق تعالیٰ کے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ کو محبوب رکھے گی اور اللہ ان کو محبوب رکھے گا۔''

محبت کا مفہوم کسی شے کی جانب طبیعت کا مائل ہونا ہے اور اگر اس شے کی جانب مائل ہونے میں طبیعت میں شدت پائی جائے تو وہ ترقی کر کے ''عشق'' کہلاتا ہے۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ محبت ''حبہ'' سے ماخوذ ہے اور حبہ کے معنی تخم کے ہیں جو زمین پر گرتا ہے لہٰذا حب کا نام حُب رکھا گیا۔ چنانچہ اصل حیات اسی میں ہے جس طرح اشجار و نباتات میں ہے۔ حب یعنی تخم ہے جس طرح میدان میں بیج کو بکھیرا جاتا ہے اور پھر مٹی میں چھپا دیا جاتا ہے۔ بعدازاں اس پر پانی ڈالا جاتا ہے' سورج کی شعاعیں اس پر پڑتی ہیں' گرم و سرد موسم سے اس کو واسطہ پڑتا ہے لیکن زمانے کے تغیرات اسے نہیں بدلتے یہاں تک کہ وہ پھل دیتا ہے اسی طرح محبت کا بیج جب دل میں جگہ پالیتا ہے تو پھر کوئی شے اسے نہیں بدل سکتی۔ محب کے دل میں جب مالک حقیقی کی محبت کا بیج جگہ پا لیتا ہے تو پھر اس کے دل میں محبوب کے کلام کے سوا کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

محبت کی دو اقسام ہیں۔ ایک جنس کی محبت دوسرے ہم جنس کے ساتھ اور ایک

محبت نفس پرستی کہلاتی ہے اور ایسا طالب محبوب کی ذات کا عاشق اور اس پر فریفتہ ہوتا ہے۔ دوسری قسم کی محبت غیر جنس کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسی محبت اپنے محبوب کی کسی صفت پر سکون و قرار حاصل کرنے کا نام ہے تاکہ وہ اس خوبی سے سکون پائے اور انسیت حاصل کرے۔

قرآن مجید میں سورۂ البقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو شریک جانتے ہیں اور خدا کی محبت کی مانند ان سے محبت کرتے ہیں لیکن ایمان والے ایسے ہیں جو صرف اللہ سے ہی محبت کرتے ہیں۔''

چنانچہ اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کی بھی دو اقسام ہیں۔ اوّل وہ جنہوں نے اپنے اوپر حق تعالیٰ کا انعام و احسان دیکھا اور اس کے دیکھنے کی وجہ سے اس سے محبت کے متقاضی ہوئے اور دوم وہ جو تمام احسانات و انعامات کو غلبہ محبت میں مقامِ حجاب تصور کرتے ہیں اور نعمتوں پر نظر کرنے کی بجائے ان کا طریقہ نعمت دینے والے کی طرف ہوتا ہے اور یہ مقام نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔

آئمہ عظام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ عاشق کی صداقت تین خصلتوں میں نظر آتی ہے:

۱۔ دوسروں کے کلام کی بجائے محبوب کے کلام کو پسند کرتے ہیں۔
۲۔ دوسروں کی ہم نشینی کی بجائے محبوب کی ہم نشینی کو پسند کرتے ہیں۔
۳۔ محبوب کی رضا کو دوسروں کی رضا پر ترجیح دیتے ہیں۔

آئمہ عظام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقت میں پردہ داری کا نام ہے، راز کھول دینا، حلاوت ذکر کے باعث غلبہ و شوق طاری ہونا اور روح کا عاجز آنا حتیٰ کہ اگر جسم کا کچھ حصہ اس کیفیت میں کاٹ بھی دیا جائے تو درد محسوس نہ ہو۔

محبت کے مفہوم و معنی میں مختلف آئمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم کے مختلف اقوال ہیں۔

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ محبت راہِ خدا کی اساس و بنیاد ہے اور اسی پر تمام احوال و مقامات اور منازل کی بنا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت میں زوال ممکن نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے قلوب کو ان کے اجسام سے سات ہزار سال قبل پیدا فرمایا اور انہیں اپنے قربِ خاص میں رکھا۔ اس کے بعد محبت کے درجہ میں رکھا۔ پھر ان کے باطن کو ان کے اجسام سے سات ہزار سال قبل پیدا کیا اور انہیں وصل کے درجہ میں رکھا اور روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ ظہورِ جمال سے باطن کو تجلی بخشی اور تین سو ساٹھ مرتبہ نظر کرامت ڈالی۔ پھر محبت کا کلمہ سنایا اور تین سو ساٹھ مرتبہ دلوں پر انس و محبت کے لطائف ظاہر کئے یہاں تک کہ انہوں نے ساری کائنات پر نظر ڈالی تو کسی مخلوق کو اپنے سے زیادہ صاحب کرامت نہ پایا اسی بناء پر ان میں فخر وغرور پیدا ہوا۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان سب کا امتحان لیا اور باطن کو جسم میں مقید کر کے روح کو دل میں محبوس کیا اور دل کو جسم میں رکھا۔ پھر عقل کو ان میں شامل کیا اور انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر انہیں حکم دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے مقام کی تلاش میں نکلا اور اللہ عزوجل نے اسے نماز کا حکم دیا تا کہ جسم تو نماز میں ہو اور دل محبت الٰہی میں غرق ہو۔ جان قربت کا مقام حاصل کرے اور باطن وصالِ حق سے سکون پائے۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو اٹھارہ دن تک قید میں رکھا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا: حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج نہیں میں تمہیں کل بتاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قید سے نکال کر فردِ جرم عائد کرتے ہوئے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر (رحمۃ اللہ علیہ)! محبت کا

آغاز جلنا اور انجام قتل ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت وہ ہے جو اپنی تمام صفات کو محبوب کی طلب اور اس کی ذات کے اثبات میں فنا کر دے۔ یعنی صرف محبوب باقی رہ جائے اور محبّ فانی ہو جائے اور محبوب کی بقاء کے لئے محبت کی غیرت کی اس حد تک نفی کرے کہ محبت کا فقط تصرف رہ جائے اور محبّ کے اوصاف کی فنا ذاتِ محبوب کے اثبات کے سوا کچھ نہ رہے۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ محبت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو کم جانے اور محبوب کے کم کو زیادہ جانے۔ یعنی اللہ عزوجل نے جو دنیاوی نعمتیں اسے عطا کی ہیں ان کو کم جانا جائے اور اس کی کم روحانی نعمتوں کو زیادہ جانا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے کہ یہ دنیاوی نعمتیں تو بہت تھوڑی ہیں۔"

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ریاضت و عبادت و معرفت کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتیں تھیں۔ اپنے دور کی نامور قلندر تھیں۔ علم عبادت اور ریاضت میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام اولیاء کرام میں نہایت عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا اللہ عزوجل کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں۔ اللہ عزوجل سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی چیز کا لالچ آپ کے دل میں موجود نہیں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا صرف رضائے الٰہی کی طالب تھیں۔ ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو تو مجھے جہنم میں پھینک دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کر دے لیکن اگر میں صرف تیری ہی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ سالک اس

حقیقت کو جان لے کہ حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ صفت کسی غیر کے لئے کسی بھی طور موزوں نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے سالک کو جو پہنچتا ہے وہ کم نہیں ہو سکتا اور سالک کی جانب سے جو اللہ عزوجل کی جانب پہنچتا ہے وہ بہت کم ہے۔

محی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ عاشق الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے نہ تو اپنا کوئی ارادہ رکھے اور نہ ہی اس کی کوئی خواہش باقی رہے۔ عاشق کے لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ و وصال کے کچھ طلب نہ ہو اور وہ ہر وقت صرف خالق حقیقی کا طلبگار رہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق اپنے محبوب کی تلاش میں شہروں اور ویرانوں میں بھٹکتا رہتا ہے بالآخر اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محبوبِ حقیقی کا ٹھکانہ تو اس کے دل کے اندر ہے۔ عاشق بظاہر میلا کچیلا ہوتا ہے مگر اس کے اندر آبِ حیات موجزن ہوتا ہے اور اس کے سوکھے لب اس کے پیاسا ہونے کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں اور اس کی روح آبِ حیات کی ندی میں نہا رہی ہوتی ہے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اسطوانہ کے نیچے ایک ننگا اور بیمار پڑا نوجوان دیکھا۔ اس کے قلب حزین (غمگین) سے آہیں نکل رہی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قریب ہو کر اسے سلام کیا اور پوچھا: اے لڑکے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں غریب عاشق ہوں۔ میں سمجھ گیا جو کچھ وہ کہہ رہا تھا اور فوراً کہا کہ میں بھی تمہاری طرح عاشق ہوں۔ اس نے رونا شروع کر دیا اور میں بھی اس کی وجہ سے رو پڑا۔ اس نے پوچھا: کیا تو بھی رو رہا ہے؟ میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں۔ اس نے باآوازِ بلند رونا شروع کر دیا۔ ایک بہت ہی بلند چیخ ماری اور اسی وقت اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں اس پر کپڑا ڈال کر کفن لینے کے لئے وہاں سے نکلا۔ میں نے کفن خریدا اور جب

واپس وہاں پہنچا تو وہ اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ۔ اور پھر ایک غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی: اے ذوالنون! اس غریب کو دنیا میں شیطان نے تلاش کیا لیکن نہ پاسکا۔ تیرے مال نے اسے تلاش کیا لیکن تیرا مال اسے نہ دیکھ سکا۔ رضوان (بہشت کا نگہبان) نے جنت میں اسے تلاش کیا اس کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے عرض کی: وہ کہاں ہے؟ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے غیبی آواز سنی جو کہہ رہی تھی:

''بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے۔''

سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عشق کے متعلق فرماتے ہیں میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کو نہیں چکھا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ اس کے بعد تیس سال اللہ عزوجل کی جستجو میں گزار دیئے۔ پھر میں نے اللہ کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب بھی اللہ عزوجل کا نام زبان سے لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ زبان کو اچھی طرح دھو لیتا ہوں۔

ایک بزرگ سے عاشق کے بارے میں پوچھا گیا: انہوں نے فرمایا: اختلاط کم رکھے' زیادہ تر تنہائی اختیار کرے' ہر وقت متفکر رہے' خاموشی اختیار کرے' آنکھ اٹھائے تو دیکھے نہیں' آواز دی جائے تو سنے نہیں' بات کریں تو سمجھے نہیں' جب کوئی مصیبت آئے غم نہ کرے' بھوک آئے تو محسوس نہ ہو' برہنہ ہو تو پتہ نہ چلے' گالی ملے تو سمجھے نہیں' لوگوں سے ڈرے نہیں' خلوت میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھے اور اس سے مانوس ہو' اس کے ساتھ مناجات کیا کرے' دنیا کے معاملے میں دنیا سے نہ الجھے۔

غنیمت داں اگر عشق مجازیست
کہ از بہر حقیقی کار سازیست

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہری طالب یا عاشق وہ ہوتا ہے جس کو ہر شے میں صرف اور صرف اپنا محبوب ہی نظر آتا ہے اور اس کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا اور حقیقی عاشق الٰہی وہ ہوتا ہے جو اپنا ہر معاملہ محبوبِ حقیقی سے طے کرتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے ہر فعل سے شادوخرم ہوتا ہے اور اس کا دل اس قدر صاف شیشہ کی مانند ہوتا ہے کہ اس میں اپنے محبوب کے جمال کا عکس بالکل روزِ روشن کی مانند نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوائے عاشقوں کے جسم و روح کے جو اپنے محبوب کے گرد پروانہ وار رقص کناں ہوتے ہیں باقی دنیا میں گردش بغیر غرض کے نہیں ہوتی۔ یہ عاشق ذات کل کا ہوتا ہے اور یہ جزوی چیز کے عاشق نہیں ہوتے کیونکہ جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل سے دور ہو گیا۔ جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہوا تو اس کا معشوق جلد ہی اپنے کل کی طرف چلا جاتا ہے یعنی ہر چیز کو فنا ہے اور سب کو اسی حق کی طرف رجوع ہوتا ہے مثلاً اس احمق کی داڑھی نے غیرحق کا غلام بننا چاہا۔ کمزور کا سہارا لیا اس لئے ڈوبا اور یہ مجازی معشوق اس لائق نہیں ہیں کہ بیمار کی تیمارداری کرسکیں یا اپنے عاشق مالک کی خدمت کرسکیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ برا کام کرنا ہے تو بلند ہمتی سے کام لے کر آزاد عورت کے ساتھ کرو اور چوری کرنی ہو تو کم از کم موتی کی چوری کرو۔ مجازی عشق کا انجام یہ ہے کہ کوئی معشوق غلام جب اپنے مالک سے جا ملا تو اس عاشق کی حالت زار یہ ہوتی ہے کہ اس کی جوانی پھول کی خوشبو کی طرح اڑ جاتی ہے اور وہ کانٹے کی طرح سوکھ جاتا ہے۔ اس احمق کی مثال ایسی ہے جو شمع حقیقت کی روشنی دیوار پر دیکھے اور حیران ہو جائے پھر وہ اس دیوار کا عاشق ہو جائے کیونکہ اسے اس میں نور کی تجلی نظر آئی۔ اب اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ مجازی ہے اور سورج کا عکس ہے۔ جب یہ روشنی اپنے اصل یعنی سورج سے جا ملی اور دیوار سیاہ ہوگئی تو پھر وہ احمق اپنے مطلوب

حقیقی سے دور ہو گیا جس سے اس کی ساری محنت برباد ہو گئی۔ پس اگر تم کہو کہ چونکہ جزو کل سے ملا ہوا ہے تو عشق مجازی بھی عشق حقیقی ہے تو پھر پھول کی بجائے کانٹا کیوں نہیں کھا لیتے کیونکہ کانٹا بھی تو پھول سے جڑا ہوا ہے۔ اب یہ کہ جزو تو پوری طرح کل سے متصل ہے مگر ملا ہوا نہیں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو رسولوں کو مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجنا بے کار ہوتا جبکہ رسول مخلوق کو حق سے واصل کرانے کے لئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے نوجوان کے نزدیک سے گزرے جو باغ میں پانی لگا رہا تھا اس نے آپ سے کہا کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمایئے کہ اللہ رب العزت اپنے عشق کا ایک ذرہ مجھے مرحمت فرما دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ایک ذرہ تو بہت زیادہ ہے تم اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس نے کہا: تو پھر نصف ذرہ ہی عطا فرما دے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگارِ عالم سے دعا مانگی: یا اللہ! اسے اپنے عشق کا نصف ذرہ مرحمت فرما دے۔ یہ دعا مانگنے کے بعد آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ کافی عرصہ کے بعد ایک دن پھر اسی راستہ سے آپ کا گزر ہوا اور اس جوان کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور پہاڑوں پر چلا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پروردگارِ عالم سے دعا مانگی: یا اللہ! اس جوان سے میرا سامنا کرا دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ وہ جوان پہاڑ کی ایک چوٹی پر کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھے جا رہا ہے۔ آپ نے اسے سلام کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! جس کے دل میں میری محبت کا نصف ذرہ بھی موجود ہو وہ کس طرح انسانوں کی بات سن سکتا ہے۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی! اگر اسے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے احساس تک نہ ہوگا۔

عشق کی راہ میں بے شمار مقامات آتے ہیں اور کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عشق کمزور پڑ جاتا ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے جبکہ کئی مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں عشق مضبوط اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ کے اولیاء کی یہ خاصیت ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نفس امارہ کی دسترس میں نہیں جاتے کیونکہ اللہ عزوجل خود ان کے احوال کا نگہبان ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبی ندا سنی کے کب تک اسم ذات کے ساتھ وابستہ رہو گے۔ اگر طلب صادق ہے تو مسمیٰ کی جستجو کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ندا سنی تو عشق الٰہی میں ایسے غرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ دریا کی ایک موج نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کیفیت کے ساتھ آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی گلزار ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت میں کئی مرتبہ اپنی جان دینے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

اللہ عزوجل جس دل میں اپنی محبت بڑھ دیتا ہے اس پر دوسری محبتیں خود بخود ہی زائل ہو جاتی ہیں۔ محبت بڑھ کر عشق کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور عشق دل میں ہجر و فراق کی آگ کو بھڑکاتا ہے۔ تمام خواہشاتِ نفسانیہ کو روند ڈالتا ہے اور عاشق فراقِ محبوب میں شب و روز گریہ وزاری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دل کا شیشہ صاف چھلکنے لگتا ہے اور چہرۂ مقصود نظر آ جاتا ہے۔ وہ معرفت و عرفان کے ساتھ نئی زندگی پاتا ہے۔ سالک آغاز میں خود کو غیر خدا سمجھتا ہے اور حصولِ عرفان کے بعد خود کو عین خدا سمجھتا ہے۔ یہ ایک نئی اور عجوبہ زندگی ہے اور عاشقوں کو اگر وصالِ الٰہی کی امید نہ ہو تو وہ تڑپ تڑپ کر مر جائیں۔ بلوغِ اجل سے مراد اجلِ فنا ہے اور مومن کو ملے بغیر راحت نصیب نہیں ہوتی۔ عاشقانِ الٰہی ہر وقت ہجر و فراق میں گریہ وزاری کرتے ہیں اس لئے اللہ عزوجل ان پر مہربان ہو کر ان کو اپنے انعامات اور قرب کی بشارت دیتا ہے یہاں تک

کہ وقت معین آن پہنچتا ہے اور انہیں قربِ الٰہی کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''مرنے سے پہلے مر جاؤ۔''

جب تک سالک اپنی ہستی سے فانی نہ ہو۔ ذاتِ حق تبارک وتعالیٰ کے ساتھ باقی نہیں ہو سکتا۔ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ دولت وصال حاصل ہونے سے پہلے عاشقوں کو قرب ووصال کی خوشخبری اس لئے دیتا ہے کہ شاید شوقِ الٰہی کے سبب ان کی محبت حد سے گزرے اور ان کی قوتیں منقطع ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل فید کے اصرار پر ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وعظ کیا تو اہل فید پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قندیلوں کو مخاطب کر کے اپنا خطاب شروع کر دیا اور فرمایا کہ اے قندیلو! میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کا مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ محبت کا مفہوم بیان کر رہے تھے کہ ایک کبوتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں آ کر اتر گیا۔ پھر وہ کبوتر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چونچ لہولہان ہو گئی اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔

سچے عاشق کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ محبوبِ حقیقی کی خاطر اپنی جان کو بھی خاک میں ملا دیتا ہے اور اگر محبوب کی جانب سے تقاضا ہو کہ وہ اپنی قربانی پیش کرے تو وہ اپنا سر بھی محبوب کی خاطر کٹوا دیتا ہے۔ عاشق حقیقی اپنے محبوبِ حقیقی کے تقاضے پر کبھی کسی بات پر حیل وحجت کا اظہار نہیں کرتا۔ چنانچہ اس کے اس فعل کی بدولت محبوبِ حقیقی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اسے اپنے دیدار وقرب سے نوازتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ''مثنوی مولانا روم'' میں فرماتے ہیں کہ عاشق لوگ خوشی کے جام اس وقت پیتے ہیں جب وہ اپنے محبوب کے ہاتھوں قتل ہو جاتے ہیں۔
اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' نفس کی دغابازیوں اور فریب کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے کیونکہ وہ اپنے نفس کے عیبوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ان کے عیوب سے آگاہ کریں اور وہ اپنے باطن کی اصلاح کریں اور نفس کے مکروفریب سے بچ سکیں اور ان کے عشق میں دنیا کے میلان کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی کمی نہ آنے پائے۔

محی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق مولا کے لئے دنیا ہی جنت ہے کیونکہ وہ خلق کو اپنا محبوب دیکھتا ہے اور خلق کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ جس دل میں عشق الٰہی سما جاتا ہے وہ دل غیر اللہ کے خس و خاشاک سے پاک ہو جاتا ہے۔ سلطان عشق وقلب سے ہر چیز کو باہر نکال دیتا ہے اور اس قلب میں صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔''

عاشقوں کے دل عشق الٰہی کے باعث موم کی طرح نرم و ملائم ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا محبوب جس طرف چاہتا ہے ان کے دل کو موڑ دیتا ہے۔ عشق الٰہی کی تپش ہی اس قدر ہوتی ہے کہ عاشق کا دل پگھل جاتا ہے اور وہ خود کو مکمل طور پر محبوب کے حوالہ کر دیتا ہے۔ عاشق خود کو محبوب کے حوالے اس طرح کرتا ہے جس طرح مردہ کو غسال کے حوالے کیا جاتا ہے کہ غسال جس طرح چاہتا ہے مردے کو اِدھر اُدھر موڑتا رہتا ہے۔

ہر معشوق اپنے عاشق کے دل کی غیرت کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے دل

میں سوائے اپنے معشوق کے کسی چیز کی بھی محبت ہو۔ اگر اس کی محبت اپنے معشوق کے سوا کسی اور شے کے ساتھ بھی ہو تو معشوق اس شے کو ہلاک کر دیتا ہے اور معدوم کر دیتا ہے تا کہ عاشق کے دل میں صرف اپنے معشوقِ حقیقی کی محبت باقی رہ جائے۔

عشق سے متعلق ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کا عشق ہو سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ کو کسی سے عشق ہو یہ کہنا جائز نہیں ہے۔ اس جماعت کا یہ بھی قول ہے کہ عشق ایسی صفت ہے جو اپنے محبوب سے روکا گیا ہو اور بندہ کو حق تعالیٰ سے روکا گیا ہے اور حق تعالیٰ بندہ سے رکا ہوا نہیں ہے اس لئے بندہ پر تو عشق کا استعمال جائز ہے لیکن حق تعالیٰ پر اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کم سنی میں ہی حج کا ارادہ کیا اور والدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ والدہ نے اجازت دے دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل کی حاجت پیش آئی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری کے بعد یہ خیال کیا کہ میں والدہ سے چونکہ بغیر کسی عہد و پیماں کے نکل کھڑا ہوا ہوں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر واپس لوٹ آئے۔ گھر پہنچے تو والدہ کو دروازہ میں کھڑے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے اجازت نہ دی تھی؟ والدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تمہیں اجازت دی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگتا تھا اس لئے میں نے خود سے یہ عہد کیا کہ جب تک تم گھر واپس نہیں آ جاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کر تمہارا انتظار کروں گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب والدہ کے اس ارادے کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ ترک کر دیا۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر حج کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ ہنس رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے؟ مردہ نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

خواجہ خواجگان' سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تجلیاں عکس فگن ہوں ۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح و تشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار الٰہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں' بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں' سوئے تو دوست کے خیال میں۔ حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کیلئے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عاشق بننے کا خواہش مند ہے تو اسے چاہئے کہ وہ محبوبِ حقیقی کا دامن مضبوطی سے تھام لے اور محبوب اس سے جان کا بھی متقاضی ہو تو جان دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ عاشق کو کبھی ناامید نہ ہونا چاہئے اور جیسے جیسے اس کا عشق پروان چڑھتا جائے اس کی امید اتنی ہی بڑھتی جانی چاہئے۔ محبوب اس کو ہزار بار بھی دھتکارے مگر وہ پھر بھی اس کی امید کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اولیاء عظام رحمہم اللہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کا عشق دونوں جہان میں درست نہیں البتہ ادراکِ ذات کا عشق ممکن ہے مگر حق تعالیٰ کی ذات مدرک نہیں ہے لہٰذا اس کی کسی صفت کے ساتھ ہی عشق و محبت درست ہو سکتا ہے اس کی

ذات کے ساتھ درست نہیں ہوسکتا۔

ایک مرتبہ ایک محفل میں ہر شخص عشق کے بارے میں اپنے تجربات بیان کر رہا تھا۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی حقیقت کے بارے میں فرمایا کہ دوستو! عشق میں ہر شخص کے تجربات نئے نئے اور انداز جدا جدا ہوتے ہیں مگر حقیقی عشق وہی ہے کہ عارف حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر ہی کہہ پائے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت غلبہ عشق طاری ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ذیل کی رباعی جاری ہوگئی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے:

آں کس کہ شناخت جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دوء جہانش بدہی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

''جو تجھے پہچان گیا ہے وہ اس جان کا کیا کرے گا۔ بیوی بچوں اور گھر کا کیا کرے گا۔ تو نے اسے اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہان بخش دیے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہان کا کیا کرے گا؟''

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کو پانا آسان نہیں ہے۔ جس نے عشق کی حقیقت کو پا لیا اس نے ساری کائنات کو پا لیا۔ جس طرح مجازی عاشق کی آنکھیں ہر وقت خون سے رنگی ہوتی ہیں اور سرخ رنگ بے نور ہوتا ہے۔ اس کا چہرہ اجاڑ ہوتا ہے اور وہ ہر وقت خیالوں میں کھویا رہتا ہے۔ مجازی عاشق کے مقابلہ میں اللہ والوں کی یہی کیفیات قدرے فرق کے ساتھ موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً اس کی آنکھیں بھی سرخ مگر خاص چمک لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ اس کا دل بھی کھویا

رہتا ہے مگر یار کی تلاش میں اور یہی عشق حقیقی کی نشانی ہے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالکانِ راہ وہ لوگ ہیں جو سر سے لے کر ناخنوں تک دریائے محبت میں غرق ہیں اور کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہ برستا ہو۔

علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی وہ عشق ہے جس کی تڑپ میں ایک خاص قسم کا سوز ہوتا ہے' ایک خاص قسم کی مستی اور بے خودی پائی جاتی ہے۔ اس کیفیت کی خوشبو ہر سو پھیل کر اپنی موجودگی کا پتہ دیتی ہے اور یہ خوشبو چھپائے بھی نہیں چھپتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے جہاں بھی ہوں مخلوق ان تک پہنچ جاتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر عشق کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بعض عاشقوں کی گردن میں نوری زنجیر ڈال کر فرشتے جنت کی جانب کھینچیں گے مگر وہ لوگ زنجیر کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے عرش کے نیچے کھسک جائیں گے کہ دیدار الٰہی سے دل کو ٹھنڈا کریں پھر حکم ہوگا کہ نور کی اور زنجیریں انہیں پہنائی جائیں۔ چنانچہ ان کی گردن میں ایسی ہزار ہا زنجیریں اور ڈالی جائیں گی مگر جب ان کو کھینچا جائے گا تو یہ شور مچائیں گے۔ اس وقت ندا آئے گی کہ دیدار کا وعدہ تو جنت میں تھا۔ یہ سن کر وہ لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنے دلی مقصد کو پائیں گے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت نہ ظلم سے کم ہوتی ہے اور نہ نیکی و عطاء سے بڑتی ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں محبت میں سبب ہیں اور اسباب' ظاہر و جود کے حال میں فناء ہوتے ہیں۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے بقول محبت کی بنیاد اتحاد روحانی پر مستحکم ہے

اور عاشق و معشوق کی روح دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ تو واحد ہے عہد نہیں۔ جس طرح حروف کی پیدائش نون کے نقطہ سے ہوتی ہے اور اس نقطے کے رد و بدل سے حروف کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں یا سونے سے مختلف زیورات کے نمونے بنائے جاتے ہیں اور ان کے نام بھی مختلف ہوتے ہے۔ بالکل اسی طرح انسان بھی ذات احد کا ایک منظر ہے اور غلبہ عشق کی وجہ سے اس نے مختلف صورتیں اور مختلف نام اختیار کر رکھے ہیں۔

سچا عشق کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور اس میں ذرا سی غلطی عاشق کو سولی پر چڑھا دیتی ہے۔ شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی اندرونی کیفیات عشق کی غماز ہوتی ہیں اور انہیں سے ایوانِ قلب کے دریچے کھلتے ہیں اور راہِ حق دکھائی دیتی ہے۔ جب عاشق پر خشیت الٰہی طاری ہوتی ہے تو وہ ہجر میں آنسو بہانے لگتا ہے۔ اس کے دل سے ایک دھواں سا اٹھتا ہے جو اس کی طلب کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہمہ وقت محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے جھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

عاشق الٰہی وہ عاشق ہے جو اپنے ارادہ، یقین میں پختگی اور ایمان میں کامل ہوتا ہے اور وہ استقامت کے ساتھ اپنے عشق کے ساتھ قائم رہتا ہے اور ایسی حالت میں اگر اللہ عزوجل کی جانب سے قربانی بھی مانگی جائے تو کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ

نہیں کرتا۔

بقول حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ!

تو بر حسن حقیقی جان فدا کن

کہ حسن دلبراں موج سراب است

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں محبوب کے عشق حقیقی میں ہمہ وقت آگ پر محو رقص ہوں۔ کبھی غلطی سے خاک میں لوٹتا ہوں اور کبھی سولی پر چڑھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس عشق میں اس قدر بدنام ہو گیا ہوں اور اب پکار رہا ہوں۔ اے پاکباز! اب تو میرے پاس آ جا۔ میں رسوائی سے کسی بھی طرح نہیں ڈرتا اور بازار میں کھلے عام رقص کر رہا ہوں۔ اے مطرب ساقی! آ اور اپنے سماع وشوق سے مجھے نواز تا کہ میں اس کے وصل کی خوشی میں قلندرانہ طور پر رقص میں محو رہوں۔ اگر تم صوفی بننا چاہتے ہو تو آؤ تا کہ میں تمہیں خرقہ پہنا دوں۔ یہ کیسی خوبصورت زنار ہے جس کو دیکھ دیکھ کر میں محو رقص ہوں۔ لوگ بار بار مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اے گداگر! کیوں ناچ رہے ہو؟ وہ نہیں جانتے میرے دل میں وہ راز کی طرح پوشیدہ ہے جس کی وجہ سے میں محو رقص ہوں۔ گو کہ دنیا والے مجھ پر اس کے باعث ملامت کرتے ہیں مگر مجھے اپنے اس ذوق وشوق پر بے حد ناز ہے کہ میں اپنے محبوب کے سامنے محو رقص ہوں۔

کسی سے عشق یا پھر مجازی یا حقیقی ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو گا جسے کسی قسم کی محبت نہ ہو گی۔ محبت کی چار اقسام ہیں۔ اول ذات' دوم صفاتی' سوم افعالی اور چہارم آثاری۔ حفظ مراتب میں عاشقوں کا ایک ضابطہ ہوتا ہے اور جب تک وہ کمال عشق کو نہیں پہنچتے فنا فی اللہ نہیں ہوتے اس دوران وہ اس کے جمال سے بچتے ہیں اور جمال کے ہی طلبگار ہوتے ہیں۔ عشق ایک ایسی آگ کی مانند ہے جو تن دن کو جلا کر

خاکستر کر دیتی ہے۔ عدم اصلی کو پہچانتی ہے' کندن بناتی ہے یعنی عاشق حقیقی ایک بجلی کی مانند ہے جو مرشد کامل کی توجہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت کی بدولت ایک عالم کو روشن کرتی ہے۔

بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ!۔

شاد باش اے عشق خود سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

حضرت ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی میں پہاڑوں جیسی مشقت پائی جاتی ہے۔ بے شمار اذیتیں جھیلنا پڑتی ہیں جن کے بغیر عاشق منزلِ مقصود کو نہیں پا سکتا۔ عشق میں صبر و تحمل کا مظاہرہ' قوتِ برداشت اور رضائے الٰہی کے آگے سر جھکانا لازمی ہے ورنہ عشق کا دعویٰ بے معنیٰ ہے۔ جب عاشق تمام منازل کو صبر و تحمل سے طے کر لیتا ہے تو وہ اپنی منزلِ مقصود کو پا لیتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق ایک بے رحم شکاری باز ہے۔ جس طرح شکاری باز دیگر پرندوں کو آزادانہ شکار نہیں کھیلنے دیتا اور بڑی بے رحمی کے ساتھ ان کا گشت نوچ ڈالتا ہے اس طرح عشق بھی عاشق کا گوشت نوچ ڈالتا ہے اور اس کے حملوں سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔

حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ سے محبوبِ حقیقی کی معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے کچھ اس سمندر کا ایک قطرہ حاصل کر پاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو تمام سمندر دل میں سموئے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر بھی مدہوش نہیں ہوتے۔

عشق حقیقی کی جتنی تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہے کیونکہ پیدائش اس کی اور ظہور اس کا ہے اور طریقت سے جیسے برق تمام اجسام کی رگ و جان میں بالقوہ موجود ہوتی ہے اور ظہور اس کا یا خود بخود قدرتِ الٰہی سے ہوتا ہے جیسے بادل کی بجلی ہے یا ترکیب وصنعت سے جیسے بیڑی کی بجلی ہے ایسے ہی برقِ عشق الٰہی یا خود بخود اس کے دل میں ظہور کرتی ہے یا جذب پہلے ہوتا ہے اور سلوک پیچھے۔ عشق حقیقی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ معشوقِ حقیقی سے دھن لگائے رکھتا ہے اور سوائے خیالِ معشوق کے اور کوئی خیال یا خطرہ کو دل میں نہیں آنے دیتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ کو روحانی ارتقاء کا تیسرا اور آخری درجہ سمجھتے ہیں۔ جب مرد راہِ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لئے کسی بزرگ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو اس کو فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین، عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ فنا فی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں ''غرق فی التوحید'' کا مقام ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اللہ اور اس بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ فنا فی اللہ عشق کا آخری مقام ہے۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک مرید اپنے مرشد کامل کی رہبری میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل طے نہ کرے تو اسے عشق حقیقی کی آخری منزل فنا حاصل نہیں ہو پاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روح اور الٰہی وصال و ملاپ کا ایک ایسا

سربستہ راز ہے جسے ماسوائے حصول عشق رسول اللہ ﷺ اور مرشد کامل کی صحیح نگاہ کرم اور نظر تربیت کے اس دروازہ عشق سے گزرے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔ عشق رسول کریم ﷺ کے بحر سے گزرے بغیر آگے کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی اور جب وہ بتوفیق الٰہی اس سمندر کی حدود پھلانگ لیتا ہے تو وہاں سے اسے اب اپنی بشریت کے تمام تقاضوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں تبھی اسے مقام وحدت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے نور سے نور کو جدا کیا اور نورِ محمد ﷺ کو قائم کیا۔ پھر اس نور کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے کائنات کو تخلیق کیا۔ پس سب نوروں میں مقدم حضور نبی کریم ﷺ کا نور ٹھہرا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جو کچھ بھی ملا وہ عرشِ معلیٰ ہی سے ہی ملا۔ آپ ﷺ کی شان کے بارے میں اللہ عزوجل خود قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات بھی کبھی وجود میں نہ آتی۔ روزِ اول سے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اس بات کی خواہش تھی کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہو اور وہ آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں۔

ایک شخص کو خدا کی محبت اور ایک کو رسول رحمۃ اللہ علیہ کی محبت ہے کون خدا کے نزدیک پیارا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو رسول ﷺ کی محبت ہے وہ پیارا ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کے بغیر اللہ عزوجل کی ذات سے محبت ناممکن ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کو پس پشت رکھ کر اللہ عزوجل سے محبت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے اور وہ حقیقت میں اللہ عزوجل کی محبت کو کبھی پہنچ بھی نہیں سکتا۔

بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ!

چونتو کردی ذات پیری را قبول

ہم خدا آمد وہم ذاتِ رسول ﷺ

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ پر اپنی جان و دل قربان کر دیجئے اور ان کے فرمان

پر دل و جان سے ایمان لائیے کیونکہ اللہ عزوجل خود حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے پس جو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں کامل ہو گیا وہ منزلِ مقصود کو پا گیا۔ اسے مالک حقیقی کی محبت بھی مل گئی اور وہ مالک حقیقی سے اپنے عشق کے دعویٰ میں سچا ہے۔

عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ کا بیان یہ ہے کہ اولاً ہیولا بے عالم حقیقت محمدی ﷺ کو جانے یعنی عالم نور محمدی ﷺ کا ظہور تسلیم کرے اور کلامِ پاک یعنی قرآن مجید کو سچا مانے۔ پس جیسے توحید الٰہی ہے اسی طرح توحید محمدی ﷺ ہے اور ہر چیز کا ظہور نور محمدی ﷺ کے ظہور کے سبب ہے۔

حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبانِ خدا تو دنیا و آخرت کی شرافت کے ساتھ واصل بحق ہوتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بروزِ محشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے زیادہ محبت ہوگی۔

قربتوں نے بھی اٹھائے ہیں نگاہوں سے حجاب
دوریوں سے بھی دلوں کا فاصلہ کچھ کم ہوا
دل وہی دل ہے جو سوزِ عشق سے ہو بے قرار
سر وہی سر ہے جو تیرے آستاں پر خم ہوا

# حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بزبانِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نفس الرحمٰن، خیر التابعین، سردارانِ تابعین، سید التابعین، قبلہ التابعین، قدرۃ التابعین، آفتاب یمن، فنا فی الرسول یعنی محبت رسول ﷺ کا وہ سمندر جس کی وسعت کسی بھی الفاظ کی محتاج نہیں۔

فرید الدین عطار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اکثر اوقات غروبِ آفتاب کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ شہر سے باہر تشریف لے جاتے اور یمن کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا کرتے تھے:

انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن

''یعنی مجھے یمن کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو آتی ہے۔''

اسی طرح فرید الدین عطار نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں حضور سرور دو عالم ﷺ کی حدیث مبارکہ تحریر کی ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ محشر کے روز ستر ہزار ملائکہ کے جلوے میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہ ستر ہزار ملائکہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہم شکل ہوں گے تاکہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شناخت نہ ہو سکے۔ صرف اُس شخص کو شناخت ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہیں گے۔ اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے پردہ پوشی اختیار کر کے محض اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت و ریاضت کی۔

صحیح مسلم شریف کے باب اویس قرنی کی فضیلت میں اور مشکوٰۃ شریف کے خصوصی باب ذکر یمن و شام میں یہ حدیث مبارکہ درج ہے کہ:

عن عمر بن الخطاب ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ان رجلا یاتکم من الیمن یقال له اویس لا یدع بالیمن غیر ام له قد کان به بیاض فدعا اللّٰه فاذهبه الا موضع الدینار اوالدرهم فمن لقیه منکم فلیستغفر لکم وفی روایة قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة و کان به بیاض فمروه فستغفرلکم

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص یمن سے آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ وہ یمن میں اپنی بوڑھی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے بدن میں سفیدی (برص کی بیماری) تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن سے سفیدی (برص کی بیماری) کو ختم کر دیا۔ ہاں! ایک درہم یا ایک دینار کے برابر سفیدی رہ گئی۔ پس تم میں سے جو شخص اس

(اویس) سے ملے اس کو چاہیے کہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دُعا کرالے۔"

ابن سعد نے طبقات جلد پنجم میں لکھا ہے کہ سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ:

"ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا دوست اس امت میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔"

تفریح الخاطر میں علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ:

"مقام قوب قوسین او ادنیٰ اور مقصد عند ملیك مقتدر پر نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو سرتا قدم گلیم نور میں چھپ کر آرام فرما رہا ہے۔ آپ ﷺ نے عرض کی یا الٰہی! یہ کون شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اویس قرنی ہے۔ ستر سال کے بعد آرام فرما رہا ہے اور یہ بھی عرض کی کہ میں اسے مخفی رکھوں۔"

ایک اور جگہ ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ:

"حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اویس احسان اور مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور جگہ بیان آیا ہے کہ:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ اگر کوئی شخص بھی ان سے ملے تو ان سے میرے لیے بخشش کی دُعا کی درخواست ضرور کرنا۔"

حلیۃ الاولیاء میں ایک مرفوع حدیث درج ہے جو نوادات میں علامہ اسلم جیراجپوری نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایسے شخص

بھی ہیں جو عریانی کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہیں لا سکتے بوجہ اس کے کہ وہ فقراء کے سوال پر اپنے کپڑے بخش دیتے ہیں۔ ان میں سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور فرات بن حبان رضی اللہ عنہ ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مسلم شریف میں مروی ہے کہ:

''میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر یمن والوں کی امدادی فوج کے ساتھ آئے گا۔ وہ مراد قبیلہ کا ہے جو بنو قرن کی شاخ ہے۔ اس کو برص تھا۔ وہ اچھا ہو گیا لیکن درہم کے برابر مرض باقی رہ گیا ہے۔ اس کی ایک بوڑھی ماں ہے اس کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے اپنے لیے مغفرت کی دُعا ضرور کرا لینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے مغفرت کی دُعا کے لیے کہا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے ان کے لیے بخشش کی دُعا کی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے (محبوب) بندوں میں سے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فرمائیے وہ کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔''

اسی حدیث پاک کی تائید قرآن مجید کی سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۳۲ سے بھی

ہوتی ہے۔

ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا ج فمنھم ظالم لنفسہٖ ج ومنھم مقتصد ج ومنھم سابق م بالخیرات

''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تھا۔ پس ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض اللہ کی توفیق سے نیکیوں پر سبقت لے جانے والے ہیں۔''

تذکرۃ الاولیاء میں شیخ فرید الدین عطار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور بھی روایت بیان کی ہے کہ:

''میری امت میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیع اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا جائے گا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کون سا شخص ہے اور کہاں پر مقیم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اس کا اصل نام کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا کبھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوا ہے۔

اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبھی نہیں لیکن ظاہری طور کے بجائے باطنی طور پر اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور مجھ تک

اُس کے نہ پہنچنے کی دو وجوہات ہیں۔

اوّل غلبہ حال۔

دوم تعظیم شریعت۔ کیونکہ اس کی والدہ محترمہ ضعیف اور نابینا ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ شتر بانی کے ذریعہ اپنے لیے معاش حاصل کرتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس سے نہ مل سکو گے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اُس سے ملاقات کریں گے اور اس کی شناخت اور تعارف یہ ہے کہ اُس کے پورے جسم پر بال ہیں۔ ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں لہٰذا جب بھی ان سے ملاقات کرو تو میرا سلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لیے دُعائے مغفرت کرنے کا پیغام بھی ضرور دینا۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر حضورِ اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کے خرقہ (جبہ) کا حق دار کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔

مسلم شریف کی ایک اور حدیث ہے کہ:

"اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے مدد کے لیے لوگ تشریف لاتے تو آپ رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کہ تم میں سے اویس بن عامر بھی کوئی شخص موجود ہے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُنہوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا نام اویس ابن عامر ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا ہاں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم قبیلہ عامر سے ہو انہوں نے جواب میں کہا ہاں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ قرن میں سے

ہوا انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا تم کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا لیکن درہم کے برابر باقی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا تمہاری ماں ہے انہوں نے جواب میں کہا ہاں۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا جو یمن والوں کی کمکی فوج کے ساتھ ہوگا۔ وہ مراد قبیلہ کا ہے جو قرن کی شاخ ہے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں بھی ہے اس کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے اپنے لیے دُعا کرا لینا۔ تو تم میرے لیے دُعا کر دوں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم کو کوفہ کے حاکم کے نام خط لکھ دوں۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے خاکساری میں رہنا اچھا لگتا ہے جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے حج کیا۔ وہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو اُس شخص نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس کے گھر میں اسباب کم تھے اور وہ تنگی کی حالت میں تھے (یعنی خرچ کرنے سے)۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنا ہے کہ اویس بن عامر تمہارے پاس یمن والوں کے لیے امدادی لشکر کے ساتھ آئے گا وہ مراد میں سے ہے اور پھر قرن میں سے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہوگیا مگر ایک درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ایک بوڑھی اور نابینا ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے پھر اگر تم سے ہو سکے تو اس سے اپنے لیے دُعا ضرور کرانا۔ وہ شخص یہ بات سن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ میرے لیے بھی دُعا کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابھی ابھی نیک سفر کر کے واپس آرہا ہے (یعنی حج کر کے)۔ وہ شخص پھر بولا کہ میرے لیے دُعا کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔ اُس شخص نے پھر پوچھا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے وہ شخص بولا ہاں میری اُن سے ملاقات ہوئی۔ اویس رضی اللہ عنہ نے اُن کے لیے دُعا کی۔ اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا درجہ سمجھے وہ وہاں سے سیدھے چلے۔ اُس شخص نے کہا کہ ان کا لباس چادر تھا جب کوئی آدمی ان کو دیکھتا تو کہتا اویس رضی اللہ عنہ کے پاس چادر کہاں سے آئی۔"

مسلم شریف اور جدید مظاہر حق سے حدیث مرفوع ہے کہ:

اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ کوفہ کے لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان میں ایک شخص تھا جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ٹھٹھا کرتا تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اولیاء اللہ میں

سے ہیں اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنا حال سب سے چھپاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی تشریف لائے گا اس کا نام اویس قرنی ابن عامر ہوگا۔ وہ یمن میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا (یعنی اس کا کوئی عزیز نہیں ہوگا) سوائے اس کی اپنی ماں کے۔ اس کو (برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اللہ تعالیٰ نے وہ سفیدی اس کے بدن سے دور کر دی مگر ایک دینار یا درہم کے برابر باقی ہے جو کوئی تم میں سے اسے ملے اپنے لیے، اس سے دُعا کرا دے۔"

تذکرۃ الاولیاء میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: "آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعینؒ اور مقتدائے اربعین میں سے ہوئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اویس احسان و مروت کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے مبارک یمن کی جانب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ روز محشر ستر ہزار ملائکہ کے جلوے میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہ ستر ہزار فرشتے ان کے ہم شکل ہوں گے تا کہ مخلوق ان کی شناخت نہ کر سکے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ یہ اس لیے ہوگا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے روپوشی کر کے محض

اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی اور دنیا والے آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر روزِ محشر آپ رضی اللہ عنہ کی پردہ پوشی قائم رکھی جائے گی۔"

حرم بن حیان ایک صاحب دل تابعی اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا تذکرہ شاہ معین الدین ندوی کی کتاب سیرۃ الصحابہ کی جلد نمبر ۳ میں اور طبقات ابن سعد (اردو) کے حصہ ششم میں بھی بیان ہوا ہے کہ:

"ابن حیان (یا حیان) کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے شوق میں کوفہ گیا اور تلاش کرتے کرتے فرات کے کنارے تک پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص تنہا نصف نہار کے وقت دریا کے کنارے پر بیٹھا وضو کر رہا ہے اور کپڑے دھو رہا ہے۔ میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف سن چکا تھا اس لیے فوراً ان کو پہچان لیا۔ وہ فربہ اندام تھے۔ رنگ گندم گوں تھا۔ بدن پر بال بہت زیادہ تھے۔ سر منڈا ہوا تھا۔ داڑھی گھنی تھی۔ بدن پر صوف کا ازار (پاجامہ) اور صوف کی ایک چادر تھی چہرہ بہت بڑا اور مہیب بارعب تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"بالتحقیق اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ان پاک نفس مخفی فرماں برداروں کو پسند کرتا ہے جن کے بال پریشان، چہرے خاک آلود اور شکم بجز کسب حلال کے بھوکے اور لاغر ہوتے ہیں۔ وہ ایسے لاپرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی ان سے ملے اور ان سے

ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرے تو وہ ہرگز اجازت نہ دیں۔
اگر مالدار اور خوبصورتیں عورتیں ان سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ نکاح نہ کریں۔ اگر غائب ہو جائیں تو کوئی بھی ان کو تلاش نہ کر سکے۔ اگر وفات پا جائیں تو کوئی ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔ اگر ظاہر ہو جائیں تو کوئی ان کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ بیمار ہوں تو کوئی ان کی عیادت نہیں کرتا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اویس قرنی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اویس قرنی کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھورے بالوں والا سرمگیں چشم ہے، راست قد، برکشا، رنگ سرخی مائل ٹھوڑی سینے سے لگی ہوئی، نظر نیچی، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور اپنے نفس پر روتا ہے۔ دو سے تیسرا لباس نہیں۔ ایک گلیمی تہہ بند اور ایک گلیمی ردا۔ زمین میں گم نام ہے مگر آسمان میں مشہور ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پوری فرماتے ہیں۔ ہاں یاد رکھو! اس کے مونڈھے کے نیچے ایک چمتی ہوئی سفیدی (برص) ہے۔

قیامت کے دن جب نیک بندوں کو کہا جائے گا کہ جنت میں جاؤ تو اویس رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا کہ ٹھہر جاؤ اور سفارش کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کی سفارش سے ربیعہ اور مضر جتنے لوگوں کو بخش دے گا۔

اے عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما جب تم اس سے ملاقات کرو تو

درخواست کرنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دُعا کرے۔“

اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ میرے لیے دُعائے مغفرت کریں تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں آپ کے لیے کیسے دُعا کر سکتا ہوں۔ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور مجھے تو صحابیت کا شرف بھی حاصل نہیں ہوا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ”خیر التابعین میں سے ایک شخص ہے اس کو اویس کہا جاتا ہے۔“

# مختصر تعارف

ہم گئے قبر اویس قرنی پر کہ سنیں
عشق میں پھنستی ہیں کس دام بلا میں جانیں

(حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ)

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے ایک علاقہ قرن سے تھا۔ اس شہر کا نام قرن مشہور ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب یہاں پر ایک مرتبہ کھدائی ہو رہی تھی تو یہاں سے گائے کا ایک سینگ برآمد ہوا تھا چونکہ زبان عربی میں سینگ کو قرن کہا جاتا ہے اس لئے اس علاقہ یا گاؤں یا بستی کا نام قرن مشہور ہو گیا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کی وجہ سے اس علاقہ کو لازوال شہرت نصیب ہوئی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک شخص عامر کے ہاں پیدا ہوئے۔ بہت زیادہ تحقیق کے باوجود محقق و مورخین آپ کی تاریخ پیدائش سے لاعلم ہیں۔ آپ کا ذریعہ معاش شتر بانی یعنی اونٹ چرانا تھا لیکن آپ ان کے مالک نہیں تھے یعنی آپ شتر بانی اجرت پر کیا کرتے تھے اور اس کی مزدوری سے اپنا اور اپنی بوڑھی والدہ ماجدہ کا پیٹ بھرتے تھے اور اُس علاقے میں آپ جیسا مفلس و بے نوا اور کوئی شخص نہ تھا۔

لطائف نفیسیہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ لاغر اندام، میانہ قامت، گندمی رنگ، چشم مبارک سیاہ و کبود، چہرہ پر ہیبت، سر کے بال پراکندہ چپکے اور الجھے ہوئے، روئے مبارک گردآلودہ

اور بائیں ہتھیلی پر بقدر ایک درم سفید داغ تھا (وہ داغ بیماری برص کا تھا چونکہ دُعائے دافع مرض میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں دُعا بھی کی تھی کہ قبولیت دُعاء صحت کا اظہار تشکر کرنے کے لیے اس بیماری کا کچھ نشان باقی رہے۔

اخلاق جہانگیری میں خلاصہ الحقائق کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''جب خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مسجد نبوی کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے کہا یہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے ہوش آیا تو فرمایا مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس سرزمین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہیں وہاں میرا رہنا مناسب نہیں ہے۔ ایسی مقدس اور پاکیزہ زمین پر قدم رکھنا بے ادبی ہے۔''

مشکوٰۃ شریف کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ شہر یمن کا ایک مردِ مومن تم سے ملے گا جس کا نام اویس ہوگا اور سوائے اس کی والدہ کے شہر یمن میں اس کا کوئی اہل وعیال نہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی ذکرِ الٰہی میں گزاری۔ سیر الصحابہ کی جلد نمبر ۱۳ میں درج ہے کہ ایک بار حضرت ہرم بن حیان کی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو ہرم بن حیان نے آپ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کو کہا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا پھر حرم بن حیان نے آپ رضی اللہ عنہ سے قرآنِ کریم کی تلاوت کے لئے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ حرم بن حیان کا ہاتھ پکڑ کر دریائے فرات کے کنارے پر لے گئے اور فرمایا ''میرے رب کا قول ہے اور اسی کا قول حق ہے میرے رب کی حدیث ہے اور اسی کی حدیث سچی ہے۔ میرے رب کا کلام ہے اور اسی کا کام بہتر ہے۔'' یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے۔

# نام ونسب

## نام نامی:

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام نامی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے لیکن اس نام کے علاوہ بھی متعدد روایات بیان ہوئی ہے جن میں سے کچھ روایت میں آپ کا اسم گرامی عبداللہ بیان ہوا ہے اور کچھ میں ابن عبداللہ بیان ہوا ہے اور بعض لوگ آپ کو نام عبداللہ ابن عامر کے نام سے بھی پکارا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے شہرت کی وجہ بھی صرف یہی ایک نام ہوا۔ اس طرح ہم آپ رضی اللہ عنہ کا نام اویس بن عامر بیان کر سکتے ہیں۔

## نسب:

ذکر اویس مشہور مورخ حضرت علامہ عز الدین بن الاثیر ابی الحسن بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ:

> ''حضرت اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدۃ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی جو بعد کو قبیلہ قرن میں داخل ہو گئے تھے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ بڑے مشہور زاہد ہیں ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح ذکر کیا ہے۔''

اس کے علاوہ دیگر مصنفین نے آپ رضی اللہ عنہ کے دو اور شجرہ نسب بھی کچھ اس طرح بیان کئے ہیں:

## دوسرا شجرہ نسب:

اویس بن عامر بن جرء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن رومان ناجیہ بن مالک بن مذحج بن زید۔

## تیسرا شجرہ نسب:

اویس بن عامر بن عبداللہ بن ہلال بن اُہیب بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن نصر بن کنانہ الخ

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب قریش سے جا ملتا ہے۔(واللہ اعلم)

پہلے اور دوسرے حوالے سے ہمیں صاف صاف یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ کا نام قرن تھا چنانچہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ قرنی شامل کیا ہو۔

## والد ماجد:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام احادیث مبارکہ اور شجرہ نسب کے کے مطابق عامر وارد ہوا ہے۔لیکن علامہ ابن الکلبی نے آپ رضی اللہ عنہ کا جو شجرہ نسب کیا ہے اُس میں آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بیان کیا ہے۔

ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت کیا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ایک شخص ہوگا جس کا نام اویس بن عبداللہ قرنی ہوگا اور وہ میری امت کی شفاعت کرے گا جس قدر بنو ربیعہ اور بنو مضر یہ کی بھیڑوں کے بال موجود ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کے حالات ہمیں بہت تلاش و بیسار کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے لیکن فیض ملت نے آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

## والدہ ماجدہ:

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام بدار بیان کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کافی ضعیف اور نابینا تھیں اس لیے وہ کوئی کام نہیں کر سکتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ اُن کی خدمت اور دیکھ بھال میں گزارا اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ باوجود کوشش کے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔

## ولادت:

تلاش و بسیار کے باوجود ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کے متعلق کوئی بھی معلومات میسر نہیں ہو سکی اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات کا معلوم ہو سکا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی نشوونما کیسے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جوانی کے دن کس طرح سے گزارے؟

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد چونکہ اِن کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے بچپن ہی سے شتربانی شروع کر دی اور اس کا جو بھی معاوضہ ملتا وہ اپنے والدہ ماجدہ کی خدمت میں خرچ کر دیتے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے۔

## حلیہ مبارک

حضرت عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہٗ نے آپ رضی اللہ عنہ کا جو ظاہری حلیہ بیان کیا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ آپ اکابر زاہدوں میں سے تھے۔ ایک ٹوٹا پھوٹا مکان اور تھوڑا سا سامان رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا رنگ زرد سرخی مائل، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ، مناسب قد، رنگت شدید قدمی، اپنے سینے مبارک کی

طرف نظر جھکائے اور نظر سجدہ کے مقام کی طرف اور اپنے بائیں ہاتھ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے ہوئے۔''

لطائف نفیسیہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح سے بیان ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ لاغر اندام، میانہ قامت، گندمی رنگ، چشم مبارک سیاہ و کبود، چہرہ پر ہیبت، سر کے بال پراگندہ، چکٹے اور الجھے ہوئے روئے مبارک گرد آلودہ، بائیں ہتھیلی پر بقدر ایک ورم سفید داغ تھا (جو بیماری برص کا تھا چونکہ دُعائے دافع مرض میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی تھی جو کہ قبول ہوئی تھی اور قبولیت دُعائے صحت کا اظہار تشکر کے لئے اس بیماری کا ایک چھوٹا سا نشان باقی رہ گیا تھا) زنخدانِ مبارک سینہ سے ملائے اور نظریں مقام سجدہ پر جمائے مستغرق فی الشہود رہا کرتے تھے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

''میں نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اون کی کمبلی لیے دیکھا ہے جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔''

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن حبان رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح سے تھا۔

- ☆ رنگ گندم گوں بروایت دیگر بسرخی مائل
- ☆ دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ
- ☆ آنکھیں نیلگوں مگر سرمگیں
- ☆ قد درمیانہ
- ☆ تھوڑی سینہ سے لگی ہوئی
- ☆ نظریں نیچی سجدہ گاہ پر جمی ہوئیں
- ☆ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے

☆ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوگا اور اپنے اوپر روتا ہوگا
☆ لباس دو کپڑوں پر مشتمل ایک پشمی پاجامہ اور ایک پشمی ردا
☆ دنیا میں گم
☆ آسمان پر مشہور
☆ قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچ کر دے
☆ بائیں کندھے پر تلے برص کا سفید نشان

روزِ محشر نیکوکاروں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے تو ان کو روک لیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ٹھہر جاؤ لوگوں کی شفاعت کرو پھر اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول کرتے ہوئے ربیعہ اور مضر قبیلوں کے افراد کی تعداد کے برابر لوگوں کو شفاعت عطا فرمائے گا۔

علامہ فیض احمد اویسی صاحب ؒ کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک اس طرح سے ہے کہ آپ کا رنگ گندمی، قد میانہ اور جسم مبارک فربہ تھا۔ ناک شریف پر گوشت زیادہ تھا آپ کی داڑھی مبارک گھنی اور بال پراگندہ، الجھے ہوئے اور گرد آلود رہتے تھے۔ آنکھیں سیاہ نیلگوں تھی۔ ٹھوڑی پیشانی کی طرف اٹھی ہوئی تھی دونوں کاندھوں میں فاصلہ زیادہ تھا اور آپ کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سفید برص کا نشان تھا۔ آپ کی شکل مبارک پر مہیب (ہیبت ناک) افسردہ حالی اور پریشانی اور وارفتگی ظاہر کرتی تھی گویا آپ کا حلیہ مبارک آپ کی حقیقتِ حال کی صحیح تصویر تھی۔ آپ کا شہود میں کمال استغراق درگاہِ بے نیاز میں خشوع و نیاز خود رفتہ ہونا اور فنا فی اللہ ہو جانا اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہی ایک رتبہ عظیم ہے جو کسی دنیا دار کو میسر نہیں۔

الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی رنگت گہری گندمی تھی۔ آپ کا قد موزوں اور متناسب مائل بہ فربہی تھے۔ بعض نے

فرمایا کہ دبلے پتلے تھے۔ باریک شکم اور لاغر میان تھے۔ ریش مبارک لمبی اور گھنی تھی۔ سر کے بال پراگندہ اور گرد آلود اور الجھے ہوئے تھے۔ آنکھیں سیاہی مائل نیلی تھیں۔ ٹھوڑی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے۔ دائیں ہاتھ پر برص کا ایک نشان سا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ یا اللہ! میری یہ تکلیف رفع کر دے مگر ایک دینار یا ایک درہم کے برابر نشان ضرور رکھ دینا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی آپ کی دُعا کا اثر تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خداوند! میرے جسم میں سفیدی کا کوئی نشان رکھ دے تا کہ میں اسے دیکھ کر تیری نعمتوں کو یاد کرتا رہوں۔ آپ افسردہ حال اور غمگین طبع رہا کرتے تھے آپ کی شکل مبارک دیکھ کر رعب وجلال طاری ہو جاتا تھا۔ (واللہ اعلم)۔

# درود شریف مشتمل بر حلیہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

نبی کریم رؤف الرحیم، شفیع المذنبین، ختم المرسلین، سید التابعینؒ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں جو احادیث مبارکہ بیان ہوئی ہے وہ ملاحظہ فرمایئے۔

① اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَ بَعْضَ صِحَابَتِہٖ وَقَرَابَتِہٖ بِعَلَامَتِ اُوَیْسِ الْقَرْنِیْ وَشِفَاعَتِہٖ ۝

② اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَشْھَلُ الْعَیْنَیْنِ بَعِیْدُ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ ۝

③ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی وَسَلِّمْ وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَ اَنَّہٗ مُعْتَدِلُ الْقَامَۃِ شَدِیْدُ الْاُدْمَۃِ ذُوْرَافَۃٍ رَحْمَۃٍ یَشْفَعُ فِیْ کَثِیْرٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ۝

④ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ

سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَ فِیْ صَحِیْحٌ خَبَرَہٗ اِنَّــہٗ ضَارِبٌ بِذَقْنِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ ○

⑤ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَنِیْ صَحِیْحٌ اَقْوَالُہٗ اِنَّہٗ رَامٍ بِبَصَرِہٖ اِلٰی مَوْضَعِ سُجُوْدِہٖ وَاضِعٌ یَمِیْنَۃٌ عَلٰی شِمَالِہٖ ○

⑥ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ وَھُوَ فِیْ مَجْلِسِہٖ اَنَّہٗ کَانَ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَبَکٰی عَلٰی نَفْسِہٖ ○

⑦ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَنِیْ خَبْرَہٗ اَنَّ تَحْتَ مَنْکَبِیْہِ لَمْعَۃٌ بَیْضَاءُ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

# تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حصولِ تعلیم کے بارے میں بھی ہمیں باوجود کوشش کے کوئی بھی مواد دستیاب نہیں ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تعلیم کیسے حاصل کی ہوگی؟ آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن کس طرح گزرا ہوگا؟ آپ رضی اللہ عنہ کے آباؤ اجداد کا پیشہ کیا تھا۔ اکثر بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے براہِ راست رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض و علم روحانی طور پر حاصل کیا تھا۔

قبولِ اسلام کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کا روحانی طور پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلسلہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت بلاشبہ روحانی طور پر ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں مولانا عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

واعلم ایضاً ان افاضۃ ارواح الکمل علی وجوہٍ احدھا تربیتھم فی عالم الظاھر بالمشافھۃ والمواجھۃ وثانیھا بغیر رؤیۃٍ وقد تکون ھذہ التربیۃ فی زمن المربی أو المربی او بعد زمن المربي فالاوّل کتربیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم اویسان القرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی زمنہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم و کتربیۃ جعفر ن الصادق رضی اللہ تعالٰی عنہ الخالق ابا یزید ن البسطامی قدس اللہ سرہ

السامی والثانی کتربیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم بعد زمنہٖ وثالثھا تربیتھم بالرؤیا ویسمعون ھاتین التربیتین ای الثانیۃ والثالثۃ فیض البرکات ورابعھا تربیہ ارواحھم المجردۃ کتربیۃ روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم جمیع الانبیاء علی نبینا وعلیھم الصلٰوۃ والسلام ویسمعون ھذہ التربیتہ الروح الخ۔

''ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کامل انسانوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے عالمِ ظاہری میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔ اول جیسے سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی۔ دوم وہ تربیت جو نبی کریم ﷺ ظاہری پردہ فرمانے کے بعد فرماتے رہے۔ سوم عالمِ خواب میں تربیت۔ چہارم ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے ہمارے رسول کریم ﷺ کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تربیت فرمائی اسے تربیت روح کہا جاتا ہے۔''

اس بات پر یقین کر لینے کے سوائے ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رحمتِ دو عالم حضرت سیّد المصطفٰے ﷺ سے اکتسابِ علم و فضل کیا ہوگا مگر ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کس عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس ساری باتوں کے باوجود کہ آپ نے کس قسم کی تعلیم حاصل کی ہوگی لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ آپ نے بلاشبہ ایسی تعلیم حاصل کی تھی کہ آپ کی شخصیت لازوال شہرت اختیار کر گئی۔ آپ

رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ میں مرتبہ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسے کہ روایت میں آیا ہے کہ فخر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی وفور شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کر کے فرمایا کرتے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسُ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ

''یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔''

بوئے جان مے آید از سوئے عدن

از جان پرور ویس قرن

''عدن سے محبوب کی خوشبو آتی ہے یعنی اویس قرنی جان پرور، سے۔''

# حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مذہب قبل اسلام

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں ہرگز یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مذہب اسلام سے قبل کیا تھا؟ ہمیں بزرگوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مراد قبیلہ حضرت سلمان علیہ السلام کے سچے پیروکار تھے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کس عمر اور کب اسلام قبول کیا یہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہو پاتا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے نے بھی کیا اسلام قبول کیا تھا یا نہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش چونکہ اسلام کے طلوع ہونے سے قبل ہو چکی تھی۔

حضرت سیّد غلام مصطفیٰ شاہ اپنی کتاب قصص الاولیاء میں بیان فرماتے ہیں کہ:

> ''خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ طلوع اسلام سے پہلے اس دنیا میں تشریف لا چکے تھے۔ خواجہ صاحب عہد طفولیت میں ہی والد کی شفقت سے محروم ہو گئے۔ اس لیے ان کو بچپن ہی میں محنت مزدوری کرنا پڑی۔ آپ لوگوں کے اونٹ اجرت پر چرایا کرتے تھے اور اس اجرت سے اپنا اور اپنی ضعیف اور نابینا ماں باپ کا پیٹ پالا کرتے تھے اس کے علاوہ جو تھوڑی سی رقم بچ رہتی اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ زندگی کے شب و روز اسی طرح گزار رہے تھے کہ یمن تک اسلام کے نام لیوا پیدا ہو گئے

جب آپ کو اسلام اور آنحضرت ﷺ کے متعلق خبر ملی تو آپ فوراً اسلام لے آئے۔ آپ کے اندر نور ہدایت کی شمع ہدایت کو جلا بخشی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے دیوانے اور شیدائی بن گئے۔"

اس کے علاوہ مفتی محمد راشد نظامی کا بیان ہے کہ:

"اس بات پر یقین کر لینے کے سوا کوئی چارہ کار دوسرا نہیں ہے بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ نے روحانی طور پر رسول کریم ﷺ سے اکتساب علم و فضل کیا ہوگا مگر یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کس عمر میں اسلام قبول کیا مگر یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت عاقل و بالغ ضرور تھے جب اسلام کا ظہور ہوا۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ بچے نہیں تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ عاقل و بالغ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے اُس وقت کے تمام مذاہب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اِن تمام مذاہب کو چھوڑ کر اسلام کے مذہب کو قبول کیا جو آپ کے لیے سعادتوں اور مسرتوں کا باعث بنا۔ اللّٰہ یعطی من یشاء۔

# ذریعہ معاش وبودوباش

زیادہ تر روایات میں ہمیں یہی روایت ملتی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش اونٹ چرانا تھا۔ اس سلسلہ میں سب سے مشہور ومعروف روایت ہمیں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی لازوال تصنیف ''کشف المحجوب'' میں ملتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل قرن سے آپ رضی اللہ عنہ کا دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت وہ تو ایک دیوانہ ہے آبادی سے دور ویرانہ میں ہی پڑا رہتا ہے نہ کسی سے ملتا ہے جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ کھاتا ہے۔ غم اور خوشی سے ناواقف ہے۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔''

یہ بھی متعدد روایات میں وارد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اونٹ چرایا کرتے تھے۔ مجالس المومنین میں درج ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ شتر بانی کیا کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ اس سے ملنے والی مزدوری سے اپنے اور اپنی والدہ ماجدہ کے خوردونوش کا انتظام کرتے تھے اور یمن میں آپ رضی اللہ عنہ جیسا کوئی بھی مفلس، بے نوا اور کوئی دوسرا نہ تھا جس گلی کوچے سے گزرتے لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے گھن کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر پتھر پھینکتے اور خاک سر پر اچھالتے تھے۔

شتر بانی کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ معاش کے بارے میں مختلف روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کھجور کی گٹھلیاں بھی زمین سے چن کر بازار میں

فروخت کیا کرتے تھے۔ یہ بھی روایت میں بیان ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے راستے میں پڑی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا لیتے اور ان کو فروخت کر کے کھجوریں خرید لیتے اور اپنا گزارہ کرتے۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو راستے میں کوئی خستہ حال کھجوریں مل جاتیں تو ان کو افطاری کے لیے رکھ لیا کرتے تھے۔ اگر زیادہ کھجوریں مل جاتی تھیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

حضرت اصمع رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ”جو کچھ رات کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں باقی بچتا تو آپ رضی اللہ عنہ سب خیرات کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے کہ بارِ الٰہی! اگر کوئی بھوکا پیاسا مر گیا تو مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔“

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بود و باش کے بارے میں زیادہ تر محققین و مورخین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے بزرگ تھے۔ جیسا کہ پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ شتربان تھے یعنی اونٹ چرایا کرتے تھے مگر یہ شتربانی اجرت پر تھی یعنی اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کے ذاتی نہ تھے اس بات سے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی عزت و تکریم کا پتہ چلتا ہے کیونکہ کوئی بھی انجان اور ناواقف شخص کے ہاتھوں میں تو اپنے اونٹ نہیں دے سکتا۔

مظاہر حق جدید میں ایک روایت حضرت سعید بن مسیب کی یوں بیان کی گئی ہے کہ ”ایک سال حج کے موقعہ پر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل قرن کو پکارا اور پوچھا کیا قرن میں اویس نام کا کوئی آدمی ہے۔ اہل قرن میں سے ایک معمر شخص نے اٹھ کر جواب دیا۔ ہم لوگوں میں رہنے والا اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ ہاں مگر ایک دیوانہ صفت کا نام اویس نامی ضرور ہے جو کہ جنگلوں میں رہتا ہے نہ کوئی اس کے ساتھ الفت و انسیت رکھتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے ساتھ صحبت و اختلاط کا روادار ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں یہی شخص تو مجھے مطلوب

ہے۔ اگر تم لوگ واپس قرن جاؤ تو اس شخص کو تلاش کر کے میرا سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجنے کا کہا تھا چنانچہ جب وہ لوگ واپس قرن پہنچے تو اویس رضی اللہ عنہ کو بہت تلاش کیا۔ وہ ریگستان میں پائے گئے۔ ان لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلام اور ان کے واسطے رسولِ اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جواب میں بولے۔ امیر المؤمنین نے میرا چرچا کر دیا اور بہت زیادہ شہرت دے دی اس روایت سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حد سے زیادہ گوشہ نشین تھے اور شہرت و اختلاط کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ذکر اویس'' میں ایک روایت مجالس المومنین نامی کتاب سے روایت کی ہے کہ ''حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ شتر بانی کیا کرتے تھے اور یہی ان کا روزی کمانے کا ذریعہ تھا اور اس کی مزدوری سے وہ اپنا اور اپنی بوڑھی، نابینا ماں کی خورد ونوش کا انتظام کیا کرتے تھے اور یمن میں آپ رضی اللہ عنہ جیسا مفلس و بے نوا اور کوئی نہ تھا۔ جس گلی، کوچے سے بھی گزرتے لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے گھن کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر پتھر پھینکتے اور خاک سر پر اچھالتے تھے۔''

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ گھر بار، لباس و غذا اور دوسرے دنیوی علائق سے ہمیشہ آزاد رہے اور نہ ہی مکان کی پرواہ نہ اچھا کھانے کی فکر۔ جنگل میں درختوں کے سائے یا بوسیدہ سائباں مکان کی جگہ استعمال فرماتے۔

اگرچہ آپ کو برادری نے ایک علیحدہ مکان بنوا دیا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ اس مکان میں بہت کم ٹھہرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ صبح سے جنگلوں میں نکل جاتے اور رات کے اکثر اوقات گزار کر نا معلوم کس وقت واپس لوٹتے۔

تقریباً تمام تذکرہ نویسوں سے ایک روایت بہت مشہور و معروف ہے کہ ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ملاقات

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے میدانِ عرفات میں ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور دُعائے مغفرت سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خستہ حالی کے پیش نظر فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر کے لئے تشریف رکھیں تا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ زادِ راہ لے آئیں۔ اس پر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب سے دو درہم نکال کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دکھائے اور کہا کہ یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ یہ ضمانت دے دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کا جو جی چاہے کرے ورنہ یہ دو درہم ہی میرے لیے کافی ہے۔

مولانا معین الدین ندوی اپنی کتاب سیر الصحابہ کے باب تابعین کی جلد نمبر ۱۳ کے صفحہ نمبر ۵۷ پر رقم طراز ہیں کہ ''آپ رضی اللہ عنہ فنا کے اس درجہ پر تھے کہ جہاں شہرت، نام و نمود اور اہل دنیا سے اختلاط کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے شہرت اور ناموری سے ہمیشہ دور بھاگتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خستہ حالی کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب چاہا کہ والی کوفہ کے نام خط لکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف کروا کر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے منظور نہ کیا اور جواب دیا کہ زمرۂ عوام میں رہنا پسند کرتا ہوں۔'' یہی روایت صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔

طبقات ابن سعد میں ایک روایت حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کی گئی ہے کہ ''ہم کوفہ میں ایک محدث سے حدیث کا درس لیا کرتے تھے۔ درس جب ختم ہو جاتا تو سب لوگ چلے جاتے مگر کچھ لوگ وہیں بیٹھے رہتے ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو بڑی پرحکمت اور اسرار و رموز کی باتیں کرتا۔

چند دن جب وہ درس میں نہ آیا تو میں نے یہ سوچ کر کہ شاید اس کی طبیعت خراب ہو میں اپنے ہمراہ ایک شخص کو لئے اس کے گھر چلا گیا۔ جب میں نے اس کے

مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے اندر سے ہی پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ آپ ہم سے کیوں چھپتے پھر رہے ہیں کیا آپ کی طبیعت ناساز ہے اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔

میں نے جب انہیں اپنی لنگی یا چادر پیش کی تو انہوں نے اس کو لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میری قوم والے یا برادری والے یہی سمجھیں گے کہ یہ چیزیں لینے کے لیے میں نے تم سے دوستی کی تھی۔ جب میرے بے حد اصرار پر انہوں نے وہ چادر لے لی اور اس کے بعد ہمارے ساتھ چل رہے تھے کہ ان کی برادری والوں نے دیکھ کر ان کو بالکل وہی الفاظ دہرائے۔

میں نے ان لوگوں کو بہت سخت سست سنائی اور انہیں یہ بھی بتلایا کہ یہ تو چادر بالکل بھی نہیں لے رہے تھے انہیں تو یہ چادر میں نے بڑی منت وسماجت کے بعد راضی کر کے دی ہے تب وہ لوگ خاموش ہوئے۔''

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کبھی کبھی جو کی روٹی کو کھجور کے شیرہ کے ساتھ بھی نوش فرمایا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ تھوڑے بہت طعام اور تن پر موجود کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی اپنے پاس نہیں رکھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں اکثر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ ''یا الٰہی! میں تجھ سے بھوکے پیٹ اور برہنہ بدن کی معذرت چاہتا ہوں غذا جو میرے پیٹ میں ہے اور لباس جو میرے بدن پر ہے کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔''

ہمیں یہ روایت بھی مختلف جگہوں سے ملتی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی کپڑا یا کھانا بچ جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیتے۔

# عبادت و مجاہدات کا ذوق وشوق

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی بڑے بڑے مجاہدات بھی کیے اور اکثر اوقات عبادات میں بھی مستغرق رہتے تھے۔ مولانا معین الدین ندوی اپنی کتاب سیر الصحابہ کے جلد نمبر ۱۳ کے صفحہ نمبر ۵۵ میں رقم کرتے ہیں کہ "آپ رضی اللہ عنہ ساری رات قیام میں گزار دیا کرتے تھے۔" دوسری رات آپ رضی اللہ عنہ رکوع میں گزار دیتے تھے اور اسی طرح تیسری رات آپ رضی اللہ عنہ سجدہ میں گزار دیتے تھے۔"

جب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ روزانہ راتیں ایک ہی حالت میں گزار دیتے ہیں (کیونکہ ہمیں جو روایت ملتی ہیں اُس کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا جسم کمزور و ناتواں تھا) آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ "دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک ہی رات ہوتی جس سے ایک سجدہ کر کے گریہ بسیار کرنے کا موقع نصیب ہوتا مگر افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک ہی مرتبہ سبحان اللہ ربی الاعلیٰ کہنے پاتا ہوں کہ دن طلوع ہو جاتا ہے۔"

ہمیں یہ بھی روایت ملتی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اکثر ایسی صورت حال بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ یہ کیا کرتے تھے کہ کھجور کی گٹھلیاں چن کر فروخت کر دیتے اور ان کی قیمت سے تھوڑی سی کھجوریں خرید لیتے اور ان میں سے بھی اگر کچھ بچ جاتی تو

اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔

اسی کتاب میں ایک اور جگہ یہ بھی درج ہے کہ جب حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کی آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ہرم بن حیان نے آپ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنانے کی درخواست کی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور یہ بھی کہا کہ نہ ہی مجھ کو اس قدر فرصت ہے کہ میں تو خود اپنی ہی دھن میں رہتا ہوں۔ اس سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ پھر میں نے جب آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اچھا تو کوئی قرآن کریم کی آیت کی تلاوت اپنی زبان سے پڑھ کر سنایئے اور میرے واسطے دُعا کیجئے اور کچھ وصیت بھی فرمایئے تا کہ اس پر عمل کروں کیونکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا دوست سمجھتا ہوں تو آپ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر دریائے فرات کے کنارے لے گئے اور فرمایا کہ ''میرے رب کا قول ہے اور اسی کا قول حق ہے میرے رب کی حدیث ہے اور اسی کی حدیث سچی ہے میرے رب کا کلام ہے اور اسی کا کام بہتر ہے۔''

یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ زاروقطار رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآن مجید کی سورۂ دخان کی آیت نمبر ۳۸ تا ۴۲ میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

''ہم نے زمین و آسمان کو حق کے واسطے پیدا فرمایا ہے ان میں سے اکثر لوگ یہ نہیں جانتے اور وہی غافل ہیں اور تحقیق ایک دن وہ ہوگا کہ حق باطل سے جدا ہو جائے گا اور سب لوگ جمع ہوں گے۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ نہ کسی دوست کی دوستی فائدہ دے گی اور نہ عذاب سے بچائے گی اور نہ ہی کوئی دوست کسی دوست کی مدد کر سکے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور وہ مومن ہوں گے اور لوگ البتہ شفاعت کے ذریعہ مدد کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور مہربان ہے۔''

ایک اور جگہ یہ بھی روایت ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اعوذ باللہ

من الشیطن الرجیم ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین یا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم پڑھا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے حواس بحال ہوئے یعنی آپ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر غلبہ تھا۔

تذکرۃ الاولیاء میں بھی حضرت فرید الدین عطار سے بیان ہے کہ رات کو آپ رضی اللہ عنہ قطعاً سویا نہیں کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رات رکوع کرنے کے لیے اور یہ رات سجدوں کے لیے ہے۔ آپ ہر رات ایسا کرتے۔ لوگوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیسے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو سجدہ میں سبحان اللہ ربی الاعلیٰ بھی کہنے نہیں پاتا کہ صبح ہو جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ ایسے عبادت کروں جیسے کہ فرشتے عبادت کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نماز سے بہت زیادہ محبت تھی کیونکہ آپ کے محبوب تاجدارِ مدینہ، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نماز سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار نماز کا تذکرہ کیا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنَ

''نماز دین کا ستون ہے۔''

ایک اور جگہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ

''نماز مومنوں کی معراج ہے۔''

اسی طرح ایک اور جگہ بھی ارشاد ہے کہ:

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃُ

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

مستند روایات سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ ہر وقت اپنی ہی مستی اور بے خودی میں گم رہتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو ظاہری نمود و نمائش اور شہرت سے نفرت تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کی انہی عبادات کی وجہ سے کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو مغرور کہتے تو کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو ریاکار گردانتے مگر آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی تمسخرانہ باتوں کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

تقریباً تمام تذکرہ نگار اس بات پر بھی متفق ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ زیادہ تر اپنے آپ کو لوگوں سے ملنے سے دور رکھتے اور آپ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز سے قبل ہی گھر سے باہر نکل جاتے اور پھر عشاء کی نماز کے بعد ہی لوٹتے یعنی کے تمام دن آپ رضی اللہ عنہ جنگل ہی میں عبادت و ریاضت میں محو رہتے۔ اس سے ہمیں یہ بات صاف معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حصولِ قرب کے لئے عبادت کی کتنی زیادہ ضرورت اور اہمیت ہے۔

# مدینہ طیبہ کی حاضری

ہمارے علم میں اکثر و بیشتر مختلف لوگوں سے یہ بات سننے میں آتی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کے باوجود آخر کیونکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے۔ اس سلسلے میں ہمیں بزرگوں کے جو خیالات ملتے ہیں اُن میں دو خیالات کو خاصی تقویت حاصل ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ایک بوڑھی اور نابینا خاتون تھیں اور آپ ان کی خدمت گزاری کے لیے ہر وقت ان کے پاس موجود رہتے تھے یعنی ان کو تنہا نہیں چھوڑتے تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ پر غلبہ حال بھی طاری رہتا تھا۔

مدینہ طیبہ میں حاضری کے سلسلے میں ہمیں جو روایات مختلف کتب سے دستیاب ہوئی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۵۸ء میں جب محمود اویسی صاحب لاہور جا رہے تھے تو اِن کے راستہ میں حضرت عبدالخالق اویسی قدس سرہ کا مکان پڑتا تھا۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کے دیدار پرانوار سے مشرف ہونے کے بعد اپنی کتاب (لطائف نفیسہ) اُن کی خدمت میں پیش کی چونکہ ان کی ظاہری بصارت اس قابل نہیں رہی تھی کہ وہ خود اس کو پڑھ سکتے۔ اس لیے اُنہوں نے مجھ سے فرمایا کہ آپ ہی اس کو پڑھ کر مجھے سنا دیں جب میں نے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے وہ حضور سرور

کائنات ﷺ کی ملاقات سے محروم رہے تو فرمایا کہ ماں سے وہ حقیقی ماں جو اولاد آدم سے ہوتی ہے مراد نہیں ہے اور جن حضرات نے یہ سمجھا ہے انہوں نے بہت سخت غلطی کی ہے یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو ظاہر بین حضرات نہیں سمجھ سکتے۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے:

کنت کنزا مخفیًا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق

''میں پوشیدہ خزانہ تھا مجھے اپنی پہچان کا ارادہ پیدا ہوا پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔''

کے مطابق اپنے نور وحدت ظہور سے پیدا کیا اور دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو اس وقت دریائے وحدت اور بحر نور مطلق جوش میں آیا اور اس میں جو حرکت پیدا ہوئی پھر اسی دریائے وحدت سے مثل حباب کے نور محمدی کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حضورِ اکرم ﷺ نے خود فرمایا:

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ؕ

اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے چیز پیدا کی تھی وہ میرا نور تھا اور اس نور کا نام ''اُم الانوار، نوروں کی ماں'' رکھا۔ جس طرح ماں سے بچے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جملہ مخلوقات اور موجودات کے انوار بھی امام الانوار سے پیدا ہوتے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُ مِنْ نُوْرِیْ

''میں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں۔''

اور نور محمدی کو نور مطلق سے اسی قدر اتصال ہے جس قدر بلبلہ کو دریا سے اور حقیقت میں نہ کچھ فرق ہے نہ جدائی۔ کبھی نور محمدی حباب کی مانند بحرِ ذات مطلق میں گم اور ناپید اور کبھی اوپر جلوہ گر ہو جاتا ہے اسی طرح جب سالک تصفیہ وتزکیہ سے فارغ ہو

کر اسم ذات میں مشغول ہو جاتا ہے اور مشغولی میں درجۂ کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسم ذات کا نور بشری اوصاف اور طبعی کدورتوں کو پاک وصاف کر دیتا ہے اور جب ذاکر اس میں محو ہو جاتا ہے اور نور مطلق کی شعائیں اس کے رگ و پے میں بھڑکتی ہے تو وہ خود نور بن جاتا ہے اور اپنے مرجع اور جائے قرار میں اسی طرح سے محو اور مستغرق ہو جاتا ہے جس سے نور محمدی عروج کر کے نور حقیقی میں مل جاتا ہے اور کچھ فرق اور فصل نہیں رہتا مانند ایک قطرہ کے دریا میں اور مانند ایک ذرہ کے آفتاب میں مل کر گم ہو جاتا ہے سالک کو اس کی جدائی کی طاقت نہیں رہتی مگر اس حالت میں جب کہ وہ ارشاد و تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہو۔

## مزید تائیدات:

مذکورہ بالا تقریر مؤلف حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے سن چکا تھا اس کے بعد تمہیدات حضرت عین القضاۃ ہمدانی اُن کی نظر سے گزری تو اس میں بھی اُم (ماں) سے ام الانوار ہی مراد لی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ حضرت عین القضاۃ کے نزدیک ام الانوار نور ذات مطلق ہے اور خواجہ عبدالخالق نے اس کو نور محمدی سے تعبیر کیا ہے فرق صرف اسی قدر ہے کہ حضرت عین القضاۃ کے نزدیک اُم الانوار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور خواجہ عبدالخالق نے اس کو نورِ محمدی سے تعبیر کیا ہے اگرچہ حقیقتاً اس میں کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ ذیل میں دو آیاتِ قرآنی سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

۱۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ

"جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور اطاعت کی۔"

۲۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

"اور اے محمد (ﷺ) جب تو نے کافروں پر سنگریزے مارے تو تو

نے نہیں بلکہ حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ نے ہی مارے۔"

عین القضاۃ ہمدانی مزید یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی رؤف الرحیم کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا اس لیے آپ کی ظاہری صورت کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے ان کا مطلب پورا ہو جاتا ہے تو پھر ظاہری صورت آپ ہی حجاب ہوگی۔ (لطائفِ نفیسیہ)

اکثر علماء و مشائخ نے اپنی تصانیف میں حضرت خواجہ کا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہونے کا سبب یہی تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتی تھیں اور آپ دن رات اپنی ضعیف اور نابینا والدہ کی خدمت و اطاعت میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی نافرمانی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور شریعت کے حکم کے مطابق اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کو ضروری جانتے تھے۔ یہی وجہ کتب حیواۃ الذاکرین لوامع الانوار فی طبقات الاخیار اور بحر الرموز وغیرہ میں لکھی گئی ہے اور کتاب نور المریدین شرح تعرف میں مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ خواجہ اس قدر استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اپنی والدہ ماجدہ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے جا سکتے اور نہ ان کو ایک لحہ کے لیے تنہا چھوڑ سکتے تھے۔ اس لیے زیارت سے معذور رہے۔

## ماں کا حکم:

مولانا روم قدس سرہ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ "ولیہ" تھیں ان کو خدمت نبوی میں جانے سے روکا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ تجھے میری خدمت گزاری ہی کرنی چاہیئے یہی چیز تیرے حق میں بہتر ہے اور آپ چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کے اطاعت گزار اور فرماں بردار تھے اس لیے ان کی خدمت و اطاعت ہی کو لازمی قرار دی اور خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواہش کے

باوجود حاضر نہ ہو سکے۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں نیت کرنے کا طریقہ نہایت مشکل بھی ہے اور لطیف بھی ہر شخص کو نہیں آسکتا صاحب دل جو کچھ کرتا ہے اپنی نیت کے مطابق کرتا ہے کیونکہ ہر شخص کی نیت کا اندازہ اس کے ایمان سے ہو سکتا ہے مقلد کو چاہیئے کہ اپنے ایمان کے موافق تقلید کرے اور دلیل بھی چاہے تو اپنے ایمان کے موافق مشاہدہ کرنا چاہیئے تعجب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو اپنے اہل وعیال سب کو مکہ معظمہ میں چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ہجرت کر جائیں اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کو چھوڑ کر حضور ﷺ سے ملاقات بھی نہ کر سکیں لیکن جب ان دونوں بزرگوں کی نیت پر نظر کرتے ہیں تو دونوں ہی برابر نظر آتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں کہ جنہوں نے احکام شریعت کے مطابق نیک عمل کو ترک کر دیا صرف اس لیے کہ اس میں ان کی نیت نہیں ہوئی ہے جیسا کہ حضرت ابن سیرین نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی پوچھا تو فرمایا میں نے نیت نہیں کی تھی۔

عوام الناس جن کا ہر فعل رسوم و عادات کے تحت ہوتا ہے وہ اولیاء انبیاء کے طریقوں اور ان کی مصلحتوں کو کیا سمجھیں گے۔ اولیاء انبیاء کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے یہی حال حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اور تابعداری میں رہنا اپنے لیے زیادہ ضروری سمجھتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اور آپ کی صحبت میں رہنے کی نیت نہ کی ہوگی۔

## روضہ رسول ﷺ کو دیکھ کر:

اخلاق جہاں گیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو مسجد نبوی کے دروازہ پر آکر

کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا مزارِ شریف ہے آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے جب آپ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں حضور ﷺ دفن ہیں وہاں میرا رہنا مناسب نہیں ہے اور ایسی مقدس و مطہر زمین پر قدم رکھنا سراسر بے ادبی ہے۔

آں زمین کز آسماں برتر زمین یثرب است

کافتابِ وجود و خورشیدِ کرم را مغرب است

مولانا خالق دادفتحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے بارے میں سنا تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مدینہ طیبہ میں جا کر حضورِ اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جائے اور یہ خواہش لے کر آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے ابھی آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذات مقدسہ و مطہرہ آنحضرت ﷺ زیر زمین ہو اور آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

حضرۃ سلطان ولد اپنی کتاب مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو آپ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کا شوق کا غلبہ چڑھا اور اُس وقت تک آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی وفات پا چکی تھیں تو آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کے زمانۂ حیات میں ان کی زیارت کا شرف کیوں نہیں حاصل کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری والدہ بیمار رہتی تھیں اور مجھے اپنے پاس سے کہیں بھی جانے نہیں دیتی تھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہنسے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو بھی حضورِ اکرم ﷺ کی محبت اور شوق میں قربان کر دیا اور تم فقط اپنی بوڑھی

ماں کو چھوڑ کر نہ آ سکے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ حضرات کو تو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں رہنے کا شرف حاصل ہوا اور ذرا آپ حضرات حضورِ اکرم ﷺ کا حلیہ شریف تو بیان فرمائے وہ حضرات ﷺ کی ظاہری صورت اور دیگر اعضاء شریفہ کی بعض نشانیاں اور کچھ معجزات بیان فرمانے لگے تو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد حضورِ اکرم ﷺ کی ظاہری شکل و شباہت سے نہیں ہے بلکہ حضورِ اکرم ﷺ کی باطنی شکل و صورت اور معنوی جمال دریافت کرتا ہوں وہ بیان فرمائیے۔ صحابہ نے کہا ہمیں جس قدر معلوم تھا وہ بیان کر دیا اگر اس سے زیادہ آپ کو معلوم ہو تو بتائیے کہ حضرت سلطان ولد نے اپنی مثنوی میں اسے یوں قلم بند فرمایا ہے کہ:

قصہ کرد آنکہ تا نشان گوید
سر آن شاہ دوجہاں گوید
حرف نا گفتہ ز دبر ایشان نور
ہمہ گشتند بیخود آن ز سرور
طائح و مبت و پست افتادند
عقل و ہش را بباد بردا دند
ہستی جملگان گداخت تمام
از رخ ماہ دواگشت غمام
از خودی سوئے بے خودی رفتند
ہمہ غواص بحر جاں گشتند
بر دل از راز گل بیفشاند ند
ہمہ از ہجر سوئے وصل شدند

راہ یک سالہ را بیک ساعت
طے نمودند جملہ برطاعت
ہر یکے شد خلیفۂ مختار
اوّل امت بدند آخرکار

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عشق و محبت تھی اور تصفیہ قلب و تزکیۂ نفس میں کتنا قرب باطنی حاصل تھا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

عاشقان جانباز ایں راہ آمدند
و ز دو عالم دست کوتاہ آمدند
زحمت جان از میان برداشتند
دل بکلی از جہاں برداشتند
جان چون برخاست از میان بجان خویش
خلوتے کردند با جاناں خویش

یہ بھی اپنے مقام پر ثابت ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی لیکن زیارتِ حاضری قدرت کو منظور نہ تھی اس لیے نہ ہوسکی۔

مجالس المومنین میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ ایک نیک سیرت ولیہ خاتون تھیں اور ضعیف العمر نابینا ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے بھی معذور تھیں۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں لگے رہے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اجازت چاہی آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ اگر محمد مصطفےٰ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف فرما نہ ہوں تو وہاں نہ رکنا اور فوراً واپس چلے آنا۔ لہٰذا آپ

رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ جب حضورِ اکرم ﷺ کے کاشانہ مبارک پر پہنچے تو حضورِ اکرم ﷺ وہاں پر تشریف نہیں رکھتے تھے بلکہ کسی مہم کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے اسے آپ اتفاق ہی سمجھئے یا اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مگر حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت نہ کر سکے۔ آپ ﷺ واپس یمن کی جانب لوٹ گئے۔

والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ حج کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو اُس وقت نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقاتیں کیں اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر نواحِ کوفہ میں رہائش اختیار کر لی۔

اسی طرح مجالس المومنین کی ایک اور روایت میں بیان ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت مانگی تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اجازت دے دی مگر یہ کہہ دیا کہ اگر حضور ﷺ وہاں نہ ہوں تو وہاں رُکنا نہ بلکہ فوراً لوٹ آنا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ روانہ ہو کر جب مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ درِ دولت پر تشریف نہیں لاتے آپ رضی اللہ عنہ نے آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا انتظار نہ کیا بلکہ فوراً ہی اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں آ گئے جب حضورِ اقدس رضی اللہ عنہ گھر پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہاں پر ایک ایسا نور دیکھا جو اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی آیا تھا۔ عرض کیا کہ ہاں یمن سے ایک شتربان اویس نامی آپ سے ملنے آئے تھے اور آپ کو سلام عرض کر گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ نورِ اویس ہی کا ہے اور وہ یہاں بطور ہدیہ چھوڑ گیا ہے۔

بحرالرموز ملفوظاتَ شاہ جلال الدین محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ حضرت شیخ محمود

قدس سرہٗ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے اور چونکہ شریعت میں ماں کی اطاعت کرنے کا حکم صراحتاً موجود ہے اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت مانگا کرتے تھے مگر وہ اجازت نہیں دیتی تھیں بالآخر ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے صرف چند لمحات کی اجازت طلب کی انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر حضور سرور کونین ﷺ گھر پر نہ ہوں تو واپس چلے آنا۔ وہاں ٹھہرنا نہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے ہی کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے مگر اتفاق کی بات تھی کہ حضور پرنور ﷺ اُس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کب واپس آئیں گے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا شاید ظہر تک واپس تشریف لائیں عرض کی کہ حضور ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق رسول اکرم ﷺ کا انتظار کیے بغیر واپس لوٹ آئے اور جب حضور پرنور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا یہاں کون آیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک شتربان تھا سلام کہہ کر واپس چلا گیا یہ سُن کر حضور پرنور ﷺ نے فرمایا تحقیق یہ نور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء مشہور ہیں اور بعض مستور۔ چنانچہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام ایسے مستور اولیاء کرام کی ملاقات کی آرزو رکھتے تھے جیسے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔

بلکہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بارگاہ الٰہی میں یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

واشوقاہ الی اخوانی

بلکہ مقرب الٰہی کی اس دُعائے شوق ملاقات کی مقبولیت کا بارگاہ الٰہی سے آپ کو القا ہوتا تھا کہ خاصان الٰہی میں سے کسی کی ان کی ضرور ملاقات ہوگی۔

اسی امید پر حضور پرنور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمادیا تھا کہ خاصانِ خدا میں سے ایک شخص ضرور ہمارے گھر میں آئے گا اگر میں اتفاقاً گھر پر موجود نہ ہوا تو تم اس نیک مہمان سے نہایت عزت و احترام سے پیش آنا اور ان کو میرے آنے تک باعزت بٹھانا اور اگر وہ میرا انتظار نہ کرسکیں تو ان کا حلیہ ضرور یاد رکھنا کیونکہ ان کی زیارت کرنے اور حلیہ یادرکھنے میں سعادت اخروی ہے۔

چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ ایک مقرب الٰہی یعنی حضرت خواجہؒ اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور پرنور ﷺ کو پوچھا۔ حضور پرنور ﷺ اس وقت مسجد میں نماز میں مصروف تھے اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی عزت و تکریم کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے آئے تاکہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکوں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اندر نہیں آسکتا۔ حضور پرنور ﷺ کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کرنا بس اتنا کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے حضور پرنور ﷺ جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا تشریف لانا اور آپ کا سلام عرض کیا اور آپ کا جو حلیہ شریف بیان فرمایا ہے اسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح نظم فرمایا ہے۔

عائشہ چوں بگفت حلیہ او<br>
اشک از چشم رواں شد چوں او<br>
مصطفیٰ گشت از خوشی را بے ہوش<br>
ہمچو دریا در آمد اندر جوش

از چناں بیہوش جو باز آمد
قطرہ اش بحرے ز راز آمد
بر ز بانش ردانہ گشت اسرار
مستمع شوق شد و زاں انوار

''بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب حلیہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور پرنور ﷺ خوشی سے دریا کی طرح آنسو بہا رہے تھے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو آپ سے اسرار و رموز کی باتیں سننے میں آئیں۔ آپ کی زبان سے اسرار جاری ہوئے اور اپنے عاشق کی باتیں سننے کے مشاق ہوئے۔''

# عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دانتوں کی قربانی

ان رسول اللّٰہ قال لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ الناس اجمعین (متفق علیہ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔"

ہمیں اس حدیث مبارکہ کی عملی تفسیر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ میں نظر آتی ہیں یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق جتنی بھی روایتیں ملتی ہیں ان کے مطالعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت اسی عشق میں مستغرق رہتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیشان کی تکمیل میں آپ رضی اللہ عنہ سے ملے اور مسلمانوں کے حق میں دُعا کے لیے کہا تو دونوں بزرگوں سے گفتگو کے دوران حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "جب جنگ احد میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہونے کی خبر ملی تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ شاید حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہوگا تو میں نے اپنا دوسرا دانت بھی توڑ دیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے میں نے تقریباً اپنے سارے دانت مبارک توڑ ڈالے تو مجھے سکون

حاصل ہوا۔"

آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما پر رقت طاری ہوگئی۔

جناب ڈاکٹر سیّد عامر گیلانی صاحب اپنی تصنیف سیرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر ۴۷ پر رقم طراز ہیں کہ "حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانت مبارک شہید کر دیے تو کوئی بھی سخت غذا نہیں کھا سکتے تھے اللہ تعالیٰ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کیلے کا درخت پیدا فرمایا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کو نرم غذا مل سکے جبکہ اس سے قبل کیلے کے درخت یا پھل کا وجود زمین پر نہ تھا۔"

اسی طرح ایک اور جگہ رقم فرماتے ہیں کہ "جب غزوۂ احد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوگئے تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اپنے جملہ دانت مبارک شہید کر ڈالے تو کچھ عرصہ بعد دوبارہ نکل آئے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے شہید کر ڈالے اسی طرح سات مرتبہ نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ نے سات مرتبہ ہی اپنے دانت مبارک شہید کر ڈالے۔"

# حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں ایک دفعہ زمانہ حج میں ایام تشریق کے دوسرے دن بندگان خدا کو پند و نصائح فرما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام پہنچا رہے تھے سب لوگ حاضر تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وعظ و نصیحت فرما چکے تو فرمایا کہ تم میں جو اہل کوفہ ہوں وہ اٹھیں سب کوفے (کوفی) اٹھ کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا تم میں جو قرن کا ہو وہ کھڑا رہے باقی بیٹھ جائیں۔ سوائے ایک شخص کے سب بیٹھ گئے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے فرمایا کہ میں اس کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں مگر وہ اس لائق نہیں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کا نام بھی لیں وہ تو بڑا حقیر و فقیر اور شوریدہ حال ہے اور لوگوں سے دور رہتا ہے سب اس کو دیوانہ کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس کو نہیں پہچانتے میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے آدمی اس کی شفاعت سے بخشیں جائیں گے اور ابھی بہت کچھ تعریف فرمائی ہے۔

حضرت علامہ محمد اویسی صاحب اپنی کتاب ''ذکر اویس'' میں رقم طراز ہیں کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا پتہ معلوم کر لیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ میں تشریف لائے اور خطبہ مسنونہ کے درمیان اہل کوفہ سے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی قرن کا رہنے والا باشندہ ہے وہ میرے سامنے آئے ایک شخص سامنے آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اُس شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ تو ایک وحشی ہے جو لوگوں سے بالکل نہیں ملتا۔ دریافت کیا کہ وہ کہاں رہتا ہے تو اس نے کہا کہ وہ وادی غرا میں دن کو اونٹ چراتا ہے اور رات کو خشک روٹی کھا لیتا ہے شہر میں نہیں آتا اور نہ ہی کسی سے ملتا جلتا ہے۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے بلکہ دیوانہ ہے عجیب باتیں کرتا ہے بچے اس کو ستاتے ہیں اور بڑے اس سے نفرت کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما وادی غرا میں پہنچے تو آپ دونوں حضرات نے دیکھا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے مصروفِ نماز ہیں اور ان کے اونٹ خود بخود چر رہے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے رخ کی جانب جا کر کھڑے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے نماز کو جلدی سے ختم کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ کا جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟

فرمایا میں اونٹوں کا چرواہا ہوں اور قوم کا مزدور ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ دنیا کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اپنا وہ نام بتایئے جو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے رکھا ہے فرمایا تم مجھ سے چاہتے کیا ہو اپنا مطلب بیان کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہمیں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد

مصطفٰے ﷺ نے اپنے ایک برگزیدہ محبوب کی اطلاع دی ہے جس کا نام اویس بتایا گیا ہے اور اس کا جو حلیہ بیان کیا ہے اس کے مطابق قد و قامت اور رنگ اور بالوں سے تو ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا ہے لیکن ایک نشان دریافت کرنا باقی ہے وہ یہ ہے کہ ہم سے حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی ہتھیلی پر ایک سفید نشان اس کی بیماری کا باقی ہوگا اور وہ اس کی دُعا سے باقی رہا گیا ہے تا کہ اس کو دیکھ کر خداوند کریم کی رحمت و شفقت یاد رکھے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ دکھایئے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ دکھایا تو واقعی اس پر وہ نشان تھا جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی چوم لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ رضی اللہ عنہ ہی محبوب حبیب خدا ﷺ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہمارے لیے دُعا فرمایئے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان دُعا کو صرف اپنے ہی نفس کے لیے مخصوص نہیں کر سکتا۔

میں بھی بعد ہر نماز کے تشہد میں کہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

''اے اللہ تعالیٰ! مرد و عورت مومنوں کو بخش دے۔

پس اگر قبر میں آپ اپنا ایمان سلامت لے جاؤ گے تو میری دُعا خود بخود تم کو پہنچ جائے گی اب آپ فرمایئے کہ آپ کون صاحبان ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے میرا حال ظاہر کر دیا اور میرے مولیٰ و آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے تم کو مجھ سے شناسا کرایا۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ امیر المؤمنین جناب عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

السلام علیک یا امیر المومنین عمر بن خطاب و ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت میں جزائے خیر دے۔

ہر دو اصحاب کرام رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اللہ تم کو بھی تمہارے نفس سے جزائے خیر دے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ تمام امت مسلمہ کے لیے دُعا کیجئے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ رضی اللہ عنہ پر بحیثیت امیر المومنین ہونے کے اس کا حق بھی ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

میں تو یہ کام کرتا ہی ہوں لیکن آپ رضی اللہ عنہ بموجب وصیت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امت کے لئے دُعائے مغفرت کریں جبکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن مبارک بھی آپ کو ہمارے ہاتھ مرحمت فرمایا ہے۔

وصیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلع ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگرچہ میرا نام اویس قرنی ہے تاہم اے امیر المومنین آپ اچھی طرح دیکھ لیں شاید پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطاء و افتخار کسی اور کو بخشا ہو اور میں اس کے لائق نہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

مجھے اپنے آقائے نامدار سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبوب کے جو نشانات ارشاد فرمائے ہیں وہ سب آپ ہی میں موجود ہیں اور وہ آپ ہی ہیں۔

یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو مجھے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقع مبارک عنایت کیجئے تا کہ میں دُعا کروں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہایت ادب کے ساتھ پیراہن رسول اللہ ﷺ جب آپ کے حضور پیش کیا تو آپ نے نہایت ادب و احترام اور عزت و تکریم سے اسے اپنے سر پر رکھا اور پھر اس مرقع مبارک کو لے کر ایک الگ جگہ پر گئے اور وہاں وہ جگہ صاف کر کے پیراہن مبارک کو سامنے رکھ کر درگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر عرض کیا۔

بارِ الٰہی! میرے آقا اور تیرے محبوب رسول مقبول ﷺ نے مجھے یہ مرقع فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ میں ان کی امت کے لیے دُعائے مغفرت کے لیے تیری درگاہ اقدس میں دُعا کرو۔

لہٰذا میں یہ مرقع اُس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک کہ تو تمام امت محمدیہ کو نہ بخش دے گا یا الہ العالمین! تیرے مقدس رسول ﷺ اور ان کے صحابہ کرام حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے تو اپنا اپنا کام پورا کر دیا اب صرف تیرا کام باقی ہے کہ تو میری دُعا قبول کر اور امت مسلمہ کو بخش دے۔ ہاتف نے آواز دی کہ تیری دُعا کے مطابق امت مسلمہ کا کچھ حصہ بخش دیا گیا عرض کیا یا الٰہی میں تو تیرے محبوب کی سب امت کی مغفرت کا طلب گار ہوں ندائے غیب ہوئی کہ ایک اور حصے کو بخش دیا۔

عرض کیا نہیں، میں اس وقت تک مرقع رسول ﷺ نہ پہنوں گا جب تک تمام امت کو نہ بخش دے گا۔

القاء ہوا کہ ایک اور حصہ بخش دی اگیا اب اپنے محبوب کا مرقع پہن لے۔

عبد و معبود میں التجا و بخشش کے یہی راز و نیاز ہو رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس تاخیر کا سبب معلوم کرنے کے لیے آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی آہٹ پا کر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

آہ! اس موقعہ پر کیوں آئے۔ اگر کچھ دیر اور صبر کرتے تو میں جب تک دریائے مغفرت الٰہی سے سیراب نہ ہو جاتا اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاتا یعنی جب تک تمام

امت محمدیہ کو ارحم الراحمین سے نہ بخشوالیتا مرقع رسول ﷺ کو نہ پہنتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کی یہ شان جلالت اور حالت استغناء دیکھ کر رقعت طاری ہوگئی کبھی آپ رضی اللہ عنہ کی بظاہر خستہ وخراب حالت کو دیکھتے کبھی آپ رضی اللہ عنہ کی اس قدر پاکیزہ روحانی حالت ملاحظہ فرماتے جب اونٹ کے بالوں کے کہنہ اور بوسیدہ کمبل پر نگاہ ڈالتے تو اسی کمبل کے نیچے ہیجدہ ہزار عالم کے انوار پاتے یہ دیکھ کر اپنی خلافت سے دل برداشتہ ہو گئے اور بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکل گیا۔

ہے کوئی ایسا کہ ایک سوکھی روٹی کے عوض یہ عہدۂ خلافت مجھ سے خرید لے

اس پر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

جو بے عقل ہوگا وہی لے گا۔ آپ تو اسے بیچتے ہیں اپنے سر سے اس بوجھ کو پھینک دو جو چاہے گا خود لے لے گا اس میں خرید وفروخت کا کیا کام ہے۔

# کرامات

عوام الناس میں اولیاء کرام کی پہچان عموماً ان کے کرامات سے ہی ہوا کرتی ہے اگر چہ اولیائے کاملین کا یہ ارشاد عالیشان ہے کہ کرامت کسی ولی کامل کے لئے وجہ امتیاز نہیں۔ بعض اولیاء کاملین نے اپنی کرامات ظاہر نہیں فرمائیں اور بعض اولیائے کرام نے ان علاقوں اور ممالک میں کرامات ظاہر کیں جہاں اسلام کی ترویج ضروری تھی جیسا کہ ملک ہندوستان میں جب صوفیائے کرام تشریف لائے تو اُس وقت یہاں ہر طرف ہندو جوگی اور پنڈت اپنی عجیب وغریب حرکتوں سے لوگوں کو متاثر کیے بیٹھے تھے چنانچہ یہاں اولیائے کرام رحمہم اللہ نے اپنی کرامات ظاہر فرمائیں اور اسلام کا نور پھیلایا۔ چنانچہ ہم ذیل میں قارئین کرام کے لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی چند کرامات پیش کرتے ہیں۔

## کفن کا غیب سے آنا:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے عمر کے آخری دور میں مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ملے اور چند روز ان کی خدمت میں گزارے۔ جب جنگ صفین شروع ہوئی تو اُس میں حصہ لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت لڑتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر پہنچے۔ بعض احباب نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے لئے قبر کی تیاری کی تو ایک جگہ سخت پتھر آ گیا جسے کاٹنا مشکل تھا مگر قدرت کی جانب سے پتھر

میں شگاف پڑ گیا اور لحد کے لیے جگہ بن گئی۔ جب کفن کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑے کی تلاش ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کے صندوق کو کھولا گیا تو اُس میں کفن کا کپڑا پایا گیا مگر اُسے کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا تھا۔ اسی کفن میں آپ کو دفن کیا گیا۔

## باطن کا روشن ہونا:

حضرت الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیان کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قریب ہی ایک شخص ایسا ہے جس نے تیس سال سے کفن کا لبادہ پہنا ہوا قبر میں بیٹھا رو رہا ہے اور اسے سکون و چین میسر نہیں۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جب وہاں گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک نحیف و نزار شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تجھ کو تیس سال سے اسی گور و کفن نے اللہ سے روک رکھا ہے اور تو ان دونوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ یہ دونوں تیرے لیے بمنزلہ بُت کے ہیں۔ اُس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے باطن میں جھانک کر دیکھا تو اُس پر آپ رضی اللہ عنہ کا باطن آشکار ہو گیا۔ اُس نے ایک فلک شگاف چیخ ماری اور واصل بحق ہو گیا اور اُسی قبر میں گر پڑا۔ چنانچہ اگر گور و کفن حجاب ہیں تو دوسرے حجابات پر بھی نظر کر لینی چاہیئے کہ کتنے ہیں۔

(تاجدار یمن ترجمہ لطائف نفیسیہ در فضائل اویسیہ: ۱۳۵)

## شہادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت فوراً اس کی خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بعد کو جب مدینہ منورہ پہنچا تو اس خبر کی تصدیق ہو گی۔ (خزینۃ الاصفیاء)

## اویس ہی اویس نظر آئے:

صاحب نسیم چمن فی حالاتِ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی سنی سنائی یہ حکایت

بیان فرمائی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تشریف فرما تھے وہاں آپ کی خدمت میں چھ درویشاں صادق بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ واردات الٰہی میں مغلوب الحال تھے اسی حالت میں سکر و مستی میں آپ رضی اللہ عنہ کی نظر مبارک ان چھ درویشانِ حاضر پر پڑی اور ان کے ظاہر و باطن میں اس قدر مؤثر ہوئی کہ ان دریشوں کے اشکال و شباہت، قدوقامت تک بدل گئی اس کے بعد حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ان کے چھ درویشانِ حق میں سے کوئی شخص امتیاز نہ کر سکا کہ ان میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟

چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہوئے تو جس مقام پر جس جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اس درویش کو ہی جناب اویس قرنی رضی اللہ عنہ سمجھے۔ اسی طرح جس جس مقام پر درویشوں نے وفات پائی تو ان کا مزار حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

صاحب سہیل یمنی یہ لکھ کر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس حکایت کی سند کسی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں تاہم قدرت ایزدی کے مطابق ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں مستور رکھا جیسے آپ کی قبر کا نشان گم کیا اسی طرح آپ کا مزار پرانوار میں یہ وجہ اختلاف بھی قابل تسلیم ہے۔

## قیامت میں مخفی:

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شکل میں ستر ہزار فرشتے آپ کو اپنی جلوے میں لے کر جنت میں داخل ہونگے تاکہ اس عاشق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پہچان نہ سکے۔ (خزینۃ الاصفیاء)

## جبہ کا خود بخود پہنچ جانا:

منقول ہے کہ جب حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما نے حسب الارشاد نبی کریم

ﷺ آپ کی خدمت اقدس میں خرقہ پہنچانا چاہا اور قرن میں جا کر آپ رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو اویس قرنی نامی قرن میں بے شمار پائے گئے آخر جب ایک شخص سے آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات معلوم ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہما ان کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خرقہ رکھ دیں جس کے بدن میں یہ خود بخود پہنچ جائے گا وہی اویس ہوگا چنانچہ جب خرقہ رکھا فوراً اڑ کر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بدن پر پہنچ گیا پھر ان سے کہا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ آپ سے شفاعت امت کے لیے بھی دُعا کرائی جائے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا بہت اچھا اور خرقہ کو اتار کر بوسہ دیا اور پھر اس کو دور لے جا کر رکھا اور پہلے غسل کیا پھر دو نفل نماز پڑھی اس کے بعد سربسجود ہو کر دُعا شروع کی۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اویس قرنی رضی اللہ عنہ نصف امت تجھ کو بخشی آپ رضی اللہ عنہ نے سر نہ اٹھایا ہاتف نے کہا دو حصہ امت بخش دی آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی سر نہ اٹھایا۔ ہاتف نے پھر کہا کہ بمقدار پشم گوسفندان صفا و منا (عرب کے دو قبیلہ جو بکریاں بکثرت پالتے تھے) اب بھی آپ رضی اللہ عنہ نے سر نہ اٹھایا تھا کہ حضرت عمر فاروق و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما تاخیر سے گھبرا کر ان کے قریب پہنچ گئے اور ان کے پاؤں کی آہٹ سے آپ رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا لیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! اگر آپ کچھ دیر اور توقف فرما لیتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری امت بخشوا لیتا۔

(حیات اویس صفحہ ۱۶۷)

## فرشتوں کا پہرہ دینا:

منقول ہے کہ یمن میں اونٹوں کو بھیڑیئے مل کر کھا جایا کرتے تھے مگر اویس رضی اللہ عنہ کے اونٹوں کی طرف کبھی رخ نہ کرتے تھے حالانکہ آپ دن بھر اونٹوں کو چھوڑ کر عبادتِ حق میں مصروف رہتے تھے اور اونٹ فرشتوں کی نگہبانی میں خود بخود چرتے رہتے تھے۔

## دانتوں کا خود بخود دوبارہ نکلنا:

مروی ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں حضورِ نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جملہ دانت شہید کر دیئے مگر قدرت کی طرف سے کچھ عرصہ بعد دوبارہ نکل آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر شہید کر دیئے اسی طرح سے سات مرتبہ نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ نے سات مرتبہ شہید کیے۔

(حیاتِ اویس صفحہ ۱۶۷)

## کشتی کا ڈوبنے سے بچنا:

حضرت خبیب بن سہیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک کشتی میں سوار تھا۔ اس کشتی میں سوداگروں کا ہر قسم کا مال لدا ہوا تھا۔ اتفاقاً راستے میں طوفان آ گیا اور کشتی سمندر کی موجوں پر اس قدر ہلی کہ اس میں پانی بھر آیا۔ اس کشتی میں ایک مردِ خدا اونٹ کی پشم کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ وہ بڑے اطمینان کے ساتھ اٹھ کر باہر آیا اور پانی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا گویا اسے ہماری حالت کی مطلق خبر نہ تھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ہم سب نے اس سے التجا کی کہ ہمارے حق میں بھی دُعا کرو۔ فرمایا کس لیے ہم نے کہا کہ کیا آپ کو خبر نہیں ہے کہ کشتی ڈوب رہی ہے فرمایا سب اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو۔ ہم سب نے کہا کہ کس طرح؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ترکِ دنیا سے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے دنیا ترک کی کہا بسم اللہ کہو اور کشتی سے باہر آ جاؤ ہم سب بسم اللہ شریف پڑھ کر کشتی سے باہر آ گئے اور پانی پر چلنے لگے اور اس کے اردگرد جمع ہو گئے ہم سب سو سے زیادہ کی تعداد میں تھے۔ ہماری کشتی سے باہر آ جانے کے بعد کشتی بمع مال و متاع ڈوب گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہم سے کہا کہ اب تم ہول دنیا سے آزاد ہو گئے پانی سے نکل کر اپنا راستہ لو ہم نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہوں ہم نے کہا کہ کشتی میں جو مال تھا وہ مدینہ کے فقیروں کے لیے تھا اس کو ایک شخص مصر سے

لایا تھا کیونکہ آج کل مدینہ میں سخت قحط پڑا ہوا ہے فرمایا کہ اگر وہ مال سارا کا سارا اللہ تعالیٰ تم کو دے دے تو کیا تم وہ سارا کا سارا مال مدینہ کے فقراء میں تقسیم کر دوں گا تو ہم سب نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور دُعا مانگی اسی وقت وہی کشتی مع مال و دولت کے پانی پر ابھر آئی اور ہم سب اس پر سوار ہو گئے اور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ وہاں سے غائب ہو گئے ہم سب بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور ہم نے وہ تمام مال و اسباب وہاں کے فقراء میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر اس وقت ایسا نہ رہا ہوگا کہ جس کو اس مال میں سے حصہ نہ ملا ہوگا۔

(زہرۃ الریاض صفحہ ۵۷ حکایت نمبر ۵۷ و اسرار الفاتحہ)

## غیبی روزی کا ملنا:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے تین رات دن تک کچھ نہ کھایا تھا اور راستہ میں ایک پیاز کی ڈلی پڑی ہوئی پائی چاہا کہ اس کو اٹھا کر کھا لیا چاہے کہ دل میں یہ خیال آیا کہ یہ حرام نہ ہو اور پھینک دی پھر آسمان کی طرف جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک پرندہ ہوا میں اڑتا ہوا آ رہا ہے اور اس کے چونچ میں روٹی دبی ہوئی ہے اور یہ پکارتا ہوا آ رہا ہے کہ اے اویس چونکہ تم نے حرام پیاز کو پھینک دیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی یہ روٹی کھا اور آرام کر۔

## بکری کا غائب ہونا:

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تین رات دن کے فاقہ سے تھے ایک روز وہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک دینار پڑا ہوا ملا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ کسی کا گر گیا ہوگا نہ اٹھایا اور وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور چلتے چلتے بیابان کی طرف نکل گئے اور بھوک کی شدت سے بے تاب ہو کر جنگل کی گھاس پات کھانے لگے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کو دیکھا کہ اس کے منہ میں ایک

گرم روٹی ہے اور وہ بکری آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر رُک گئی اور روٹی کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے نہ معلوم کس کی روٹی اٹھا لائی ہے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ بکری نے زبانِ حال سے گویا ہو کر عرض کیا کہ میں بھی اسی کی مخلوق ہوں جس کے تم ہو پھر اللہ تعالیٰ کی بندی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز کیوں نہیں لیتے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بکری کا یہ کلام سنا تو روٹی لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو روٹی خود بخود میرے ہاتھ میں آ گئی اور بکری غائب ہو گئی۔

(خزینۃ الاصفیاء)

# اقوال

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بہت ہی موثر اور کارآمد باتیں کہی ہیں اور سننے والوں نے انہیں کتابوں میں محفوظ کر لیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وہ باتیں انسان کی فلاح اور اصلاح کے لئے بہت مفید ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان باتوں میں سچائی ہی سچائی ہے اور جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کی ان باتوں پر عمل کرے گا ان شاء اللہ اسے حق و صداقت حاصل ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اقوال حسب ذیل ہیں۔

☆ میں نے بلند مرتبہ چاہا اور اس کو پالیا اور یہ سب کچھ مجھے تواضع کرنے سے حاصل ہوا۔

☆ کسی بھی گناہ کو معمولی نہ سمجھو بلکہ بڑا سمجھو۔ اس لئے کہ اسی کی وجہ سے تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو۔ اگر گناہ کو حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی حقیر سمجھو گے۔

☆ اگر جدوجہد کرتے ہوئے کامیابی کو صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو گے تو لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے اور یہی حقیقی استغنا ہے۔

☆ ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں اور وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

☆ مومن کا حق پر قائم ہونا اس کیلئے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا۔ اگر لوگوں کو کوئی نیک بات بتائے یا برائی سے روکے تو اس کو بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں۔

☆ اگر تو اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرے جتنی کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق تو بھی وہ تیری عبادت قبول نہیں کرے گا۔ جب تک کہ تو اس کی تصدیق نہ کرے۔ تصدیق سے مراد یہ ہے کہ تو اس کے مربی رازق اور کفیل ہونے پر مطمئن ہو جائے اور جسم کو اس کی بندگی کیلئے فارغ کر دے۔

☆ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت فرشتوں کے برابر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول نہ کرے گا۔ جب تک کہ انسان کو اللہ تعالیٰ پر توکل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقرر کی ہے یعنی خواہش اس سے فارغ اور بے خوف ہوتا کہ عبادت میں مخل نہ ہو۔

☆ اپنے قویٰ اور حواس کو حق کے ساتھ ٹھیک طریقے پر استعمال کرو گے تو اونچے خاندانی ہونے سے زیادہ عزت حاصل کرو گے۔

☆ فخر اس میں ہے کہ اپنے تھوڑے بہت مال پر قانع رہ کر دوسرے کی ملکیت پر نظر نہ رکھو۔

☆ جو مخلوق کی طرف راغب رہے اس کے دل میں محبت الٰہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبت الٰہی کو سمجھتا ہی نہیں۔

☆ جو شخص اچھے کھانے کھائے اور دولت مندوں کی صحبت میں بیٹھنے کی خواہش رکھتا ہے اس سے جہنم بالکل قریب ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا سچا ایمان ہے۔

☆ سلامتی تخلیہ اور تنہائی ہے۔

☆ ہمیشہ اپنے دل کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے تا کہ غیر طرف توجہ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

☆ میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو وہ مجھے قناعت میں ملی۔

- ☆ سفر طویل ہے اور زادِ راہ تھوڑا ہے۔ اسی لئے ہمہ وقت آہ وزاری کرتا ہوں۔
- ☆ میں نے نسب چاہا تو وہ تقویٰ میں پایا۔
- ☆ سوتے وقت موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو تو اسے یعنی موت کو سامنے سمجھو۔
- ☆ میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے مخلوق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔
- ☆ اگر سچ بولو اور نیت وفعل میں بھی صدق رکھو گے تو پھر جوانمرد سمجھے جاؤ گے۔
- ☆ اپنی ضرورتوں کو کم کرو گے تو راحت پاؤ گے۔
- ☆ خشوع ایسی بے خبری کو کہتے ہیں کہ اگر اس حالت میں نیزہ بھی مارا جائے تو اثر محسوس نہ ہو۔
- ☆ جس نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ جانا وہ ہر چیز کو جان گیا اور اس پر کچھ بھی مخفی نہ رہا۔
- ☆ لوگ اگر اس لئے دشمن رکھتے ہوں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے نہیں روک سکتا۔
- ☆ بلند مرتبہ تواضع سے پیش آنے میں ہے۔ لوگوں کی خیر خواہی کرو گے تو وہ تمہیں اپنا سردار مانیں گے۔ اگر سچ بولو گے اور نیت وفعل میں بھی صدق رکھو گے تو پھر جوانمرد سمجھے جاؤ گے۔
- ☆ جب تک کسی کے دل میں شیطان کی محبت ہو اور اس کے سینہ میں نفس غالب ہو اور دنیا و آخرت کی فکر اور لوگوں کا اندیشہ ہو اس وقت تک اس کو کیفیت وحدت حاصل نہیں ہوتی۔

☆ جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ اگر نہ کیا تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یامن لایطهره طاعتی ولاتضره معصیتی فهب لی مالا یطهرك واغفرلی مالا یضرك یاارحم الراحمین۔

# وصال

ہمیں نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں اکثر اولیائے کرام کے حالات اور واقعات کے سلسلہ میں حد درجہ اختلاف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسی طرح ہمیں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں بھی محققین اور مورخین کی مختلف روایات میں اختلاف دکھائی دیتا ہے۔ کچھ مورخین اور تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بیماری کی حالت میں وفات پائی اور کچھ مورخین اور تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت کے ذریعہ ہوئی اس سلسلہ میں ہم محترم قارئین کی خدمت اقدس میں مختلف روایات پیش کر دینے میں ہی عافیت محسوس کرتے ہیں۔

ہمیں زیادہ تر روایات حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ہی ملتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے درج ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''جب میں امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ اور اطراف و جوانب کے لشکر آ کر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج بیس لشکر جمع ہو گئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار افراد ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس بات سے مجھے حیرت ہوئی۔ میرے اندیشے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی باطنی نگاہوں سے

بھانپ لیا اور فوری طور پر حکم دیا کہ اس جنگل میں دو نیزے گاڑھ دیئے جائیں اور جو شخص ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے درمیان میں سے گزرے (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور پھر تمام لشکروں کی گنتی کی گئی۔ مغرب کے وقت تک صرف ایک آدمی کم رہ گیا تھا اس پر کسی نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یاامیرالمومنین رضی اللہ عنہ! صرف ایک شخص کی کمی ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص اب آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور اس کے آنے سے تعداد پوری ہو جائے گی۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص پیدل چلتا ہوا آ رہا ہے اسکے گلے میں پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا ہے اور زادِ راہ کمر سے باندھ رکھا ہے یہ کمزور اور معمر شخص گرد آلود چہرہ لیے آ رہا تھا۔ کچھ لوگ آگے بڑھے اور اس شخصیت کو بڑی عزت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ آنیوالے نے سلام کیا اور اپنا نام حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بتایا اور فرمایا یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اپنا دستِ اطہر آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کروں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے اور آپ رضی اللہ عنہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کی غرض سے بیعت کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ جب لازمی طور پر ایک روز مر جانا ہے تو پھر آپ رضی اللہ عنہ پر ہی اپنی جان کیوں نہ قربان کردوں۔" (تحفۃ الاخیار)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مخالفین کے ساتھ جنگ شروع کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اچانک ظاہر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین میں شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ (کشف المحجوب:۲۱۴)

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی عمر مبارک کے آخری حصے میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر

ہوئے اور اُن کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے اور یہاں تک کہ ایک لڑائی میں شہید ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

مفتی احمد یار نعیمی نے ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کافی عرصہ تک کوفہ میں رہے۔ جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

جنگ صفین کے موقع پر ایک شامی نے آواز لگائی کہ کیا تمہارے اندر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) خیر التابعین ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنی سواری کا رُخ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف موڑ لیا۔ (حلیۃ الاولیاء حصہ دوم: ۴۱۸)

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان سے آ کر بیعت کی تھی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا تھا اور جامِ شہادت نوش فرمایا تھا۔ (مراۃ الاسرار)

''طبقات ابن سعد'' میں لکھا ہے کہ جب سے آپ کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہوئی تھی اور آپ کی عظمت و شان کا پتہ چلا تو اس وقت سے آپ ایسے روپوش ہوئے کہ بس جنگ صفین (۳۷ھ) میں ہی لوگوں نے انہیں دیکھا۔ عبد الرحمٰن بن ابی یعلیٰ کا بیان ہے کہ اہلِ شام میں سے ایک شخص نے پکارا کہ تم میں کوئی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اویس القرنی رضی اللہ عنہ خیر التابعین میں سے ہے۔'' پھر اس نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور (علوی) لشکر میں شامل ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۸۲)

علامہ اسلم جیراجپوری نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں اہل

یمن کو پکارا اور ان کے ذریعے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا سلام اور پیغام پہنچایا تو اس کے جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین نے میری تشہیر کر دی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ غائب ہو گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے عہد میں ظاہر ہوئے اور جنگ صفین (۳۷ھ) میں ان کے ساتھ شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو دیکھا گیا تو اس میں چالیس زخم تھے۔ (نوادرات صفحہ ۲۵)

شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ (خواجہ اویس القرنی) کو راہِ خدا میں شہادت کی بڑی تمنا تھی اور اس کے لیے وہ دُعا کیا کرتے تھے۔ خدا نے جنگ صفین میں ان کی یہ آرزو پوری کر دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہادت پائی۔

(سیر الصحابہ جلد ۱۳ صفحہ ۵۴)

''اُسد الغابہ'' میں ابو الحسن الجزری بن اثیر نے لکھا ہے کہ ہشام کلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑ کر شہادت پائی۔ (اُسد الغابہ جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

فیض احمد اویسی صاحب اپنی کتاب میں حمزہ بن اضیع بن زید سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت رسولِ اللہ ﷺ پر ایمان لائے مگر والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بمقام مروان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گئے۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں ایسے وقت تشریف لائے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو مجھ سے مرنے کے لیے بیعت کرتا ہے جب ننانوے آدمی آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تھے تو

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب آخر میں ایک شخص آئے گا جو پشمینہ کی چادر اوڑھے ہوگا اور اس کا سر منڈھا ہوا ہوگا چنانچہ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آکر بیعت کی۔ لوگوں نے ان کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ رضی اللہ عنہ لڑ کر شہید ہو گئے۔

اویس صاحب نے ایک اور صحیح اور مستند روایت بیان فرمائی ہے کہ جب حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے منادی نے ندا کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے دوستوں! جمع ہو جاؤ تو سارا لشکر صف بستہ کھڑا ہو گیا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار میان سے نکال لی اور پھر لڑے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان کٹ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھینک دیا اور لوگوں کو پکارتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ آخر کار جب آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ میں ایک نیزہ لگا اور آپ رضی اللہ عنہ اس جگہ شہید ہو گئے گویا آپ رضی اللہ عنہ زندہ ہی نہ تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اپنے آپ کو چھپائے رکھا تا آنکہ جنگ نہاوند (ایران) ۲۲ھ بمطابق ۶۴۲ھ میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اسی کتاب میں ایک اور جگہ بھی درج ہے کہ سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سال حج کے موقع پر اہل قرن کو منیٰ میں ممبر پر کھڑے ہو کر پکارا اور ان سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کر کے ان کو اپنا سلام بھیجا جب وہ لوگ یمن گئے تو وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک ریگستان میں ملے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین نے میرا چرچا کر دیا اور میرے نام کو شہرت دی۔ اس کے بعد آپ اسلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ کہتے ہیں ہوئے جنگل میں جا گھسے اور مدتوں کسی کو ان کا نام ونشان تک نہ ملا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں پھر نمودار ہوئے اور ان کی طرف سے لڑتے ہوئے جنگ صفین ۳۷ھ

میں شہید ہوئے۔ (مظاہر حق جدید، شرح مشکوٰۃ شریف اردو صفحہ ۸۹۵)

حبیب الیسر کے حوالہ سے مجالس المومنین میں ایک مستند روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ اس سپاہ کے طبل کی آواز ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے جا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اتباع اور پیروی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہ کہتے ہوئے دوڑے اور حضرت امیر کی متابعت میں رہ کر صفین کے کسی معرکہ میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

امام اعثم کوفی اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بمقام کوفہ پہنچ کر لشکر جمع کیا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سلام کیا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم آپ رضی اللہ عنہ کے سلام سے بہت خوش ہوئے اور مرحبا کہہ کر ان سے اچھی طرح پیش آئے۔ پھر جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی طرف سے لڑ کر شہید ہوئے۔

حضرت امام یافعی نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ۳۷ھ میں دریائے فرات کے کنارہ پر جب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے آوازہ طبل سن کر دریافت کیا اور جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ ہو رہی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی بیعت کی اور جنگ میں لڑ کر شہید ہوئے۔ (روضۃ الریاض صفحہ ۱۴۵)

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بیماری کی حالت میں وفات کے بارے میں

جو روایات ملتی ہیں وہ یہ ہیں۔

ایک روایت کے مطابق کپڑوں کے متعلق ہی لکھا ہے کہ وہ کپڑے ایسے نہ تھے جن کو آدمی بنتے ہیں پھر دو آدمی ان کی قبر کھودنے کے لیے گئے مگر انہیں پتھر میں قبر کھدی کھدائی مل گئی اور ایسی تازہ کھدائی ہوئی کہ گویا ابھی کھودی گئی ہو پھر ان کی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبر مبارک میں دفن کر کے وہاں سے چلے آئے پھر وہاں گئے تو قبر کا کوئی نام و نشان نہ دیکھا اس سے دو کرامتوں کا ثبوت ملا ایک قبر کھدی کھدائی مل گئی اور دوسری قبر کا نشان بے نشان ہو گیا۔

امام احمد کتاب زہد میں اسی روایت کو ایک اور طریقہ سے تحریر فرماتے ہیں اور اخیر میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ کا قول ہے کہ ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہم قبر کا نشان بنا کر واپس آگئے تھے لیکن جب دوبارہ وہاں جا کر دیکھا تو نہ قبر پائی اور نہ قبر کی علامت۔

مولانا جامی قدس سرہٗ العزیز شواہد النبوۃ میں حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ آذربائیجان کو تشریف لے گئے تھے اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ ان کے دوست احباب نے چاہا کہ ان کے لیے قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گی اسی قبر میں دفنا دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ایک روایت کے مطابق ۳ رجب ۲۲ھ ہے اور ایک دوسری روایت میں ۱۴ رجب ۳۷ھ درج ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ الریاحین میں دونوں روائتیں لکھی ہیں۔

# مزارات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزارات کے بارے میں بھی ہمیں متعدد روایات کے ثبوت ملتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ سفر بحالت عراضہ اسہال وفات پائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سفر آذر بائیجان کی جنگ میں شرکت کے لیے کیا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار اس راستہ میں ہی ہونا چاہیئے تھا مگر یہ بھی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کا نشان تک مٹ گیا ہے۔

دوسری روایت، کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں شہادت پائی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس اس دور کے رواج کے مطابق اس میدان میں موجود ہونا چاہیئے مگر وہاں نہیں ہے مگر آپؓ کے متعدد مزارات کے متعلق روایات موجود ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ علامہ فیض احمد اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ ''مختلف مقامات پر آپ رضی اللہ عنہ کے سات مزار پائے جاتے ہیں۔'' مگر آپ نے ان میں سے پانچ مقامات کی تفصیل درج کی ہے۔

۱۔ آپ کا ایک مزار نواح سندھ (حدود ٹھٹہ) میں واقع ہے۔ اکثر حاجت منداور درویش حضرات اس مزار پر آ کر چلہ کشی کرتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے مستفیض ہوتے ہیں اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں چنانچہ بندگی سلطان محمد چیلہ نور اللہ مرقدہ اس مزار شریف پر تشریف لے گئے تھے وہاں انہوں نے دو چلے کئے اور ان دو چلوں سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

قطرہ سے دلیا اور زرہ سے آ تاب بن گئے اور جو کچھ پایا اسی آستانہ سے پایا۔

۲۔ آپ کا مزار بندرگاہ زبید میں واقع ہے حاجی لوگ اس مزار کی بھی زیارت سے مشرف ہو کر آتے ہیں۔

۳۔ آپ کا مزار غزنی افغانستان میں موجود ہے۔

۴۔ آپ کا مزار بغداد شریف سے دور سرحد ایران کے قریب واقع ہے۔

۵۔ ملک شام میں ہے علامہ الحاج نے خدا بخش اظہر شجاع آبادی نے اپنے سفر نامہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے اس ذکر کی حاضری کی تفصیل بھی لکھی ہے۔

اور متعدد مزار ہونے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ ایک دفعہ جب آپ رضی اللہ عنہ خاص حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چھ دیگر درویش بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ رضی اللہ عنہ پر روحانی کیفیت طاری ہوئی جس سے مغلوب ہو کر آپ رضی اللہ عنہ دریا کی طرح جوش میں آ گئے اور اسی حالت میں مستی و سکر میں آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ان چھ درویشوں پر پڑ گئیں اور ایسی کاری اور بااثر پڑیں کہ اُن سب کو اپنا سا بنا دیا یعنی ان کی ہیت اصل بدل گئی اور سب کے سب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ہم شکل اور ہم وضع ہو گئے۔

پھر کسی نے نہ پہچانا کہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کون ہیں۔ جب وہ درویش آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے تو وہاں کے لوگوں نے یہی جانا کہ یہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی قبر بھی خواجہ ہی کے نام سے مشہور ہوئی مگر حقیقت حال اس کی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصلی قبر کون سی ہے؟

''سہیل یمنی'' کے مطابق:

''اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو دُنیا میں مستور الحال رکھا اور آپ کی قبر کا نشان گم ہو گیا، اِسی طرح سات شہروں میں آپ سے منسوب مزارات کی وجہ اختلاف

بھی قابل تسلیم ہے۔"

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مستور الحال تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اُن کا مستور الحال رہنا ہی پسند ہے اِس ضمن میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ کے آگے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مانند ہوں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جنت میں داخل کیا جائے گا تا کہ مخلوق ان کو شناخت نہ کر سکے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے۔ اس لیے کہ آپ نے خلوت نشین ہو کر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لیے عبادت و ریاضت اختیار کی کہ دُنیا میں آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر قیامت کے دن آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی۔"

ایک اور روایت کے مطابق حضرت الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہاں تھے، کہاں گئے اور کہاں وفات پائی اور ان کی قبر مبارک کون سی ہے؟ البتہ حضرت سلطان الاولیاء حضرت فتح محمد کے ایک مرید نے ان کی زبان سے سنے ہوئے چند فوائد بیان کیے ہیں جن میں سے ایک میں یہاں نقل کر رہا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک یمن میں واقع ہے اور اس کے علاوہ چھ اور مقامات پر بھی ان کی خانقاہیں موجود ہیں اور بندگی حضرت جمال اللہ معشوق جلال الدین کھگہ نے اس خاص مزار پر چالیس چلہ کاٹے تھے اور ان چالیس چلوں کے دوران صرف چالیس لونگوں سے روزہ افطار کیا اور ایک لونگ سے افطار بھی محض سنت کی ادائیگی کی خاطر تھا ورنہ اس ایک لونگ کی بھی حاجت محسوس نہیں ہوتی تھی اور یہ بھی آنحضرت (حضرت فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے حضرت خواجہ نے اپنے دانت توڑ دیئے تھے ابھی تک اس روضہ کے ایک دریچہ میں پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ

ہی بہتر جانتا ہے۔ (لطائف نفیسیہ در فضائل اویسیہ اُردو ترجمہ صفحہ ۲۱۶۔۲۱۵)

## سات مزارات:

۱۔ ایک تحقیق یہ ہے کہ یمن کے شہر زبید کے باہر شمالی سمت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

۲۔ ایک تحقیق کے مطابق عراق کے شہر بغداد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک موجود ہے۔

۳۔ افغانستان کے شہر غزنی میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

۴۔ پاکستان کے صوبہ سندھ کے قدیم شہر ٹھٹھ کے اطراف میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے موجود ہونے کے بارے میں تحقیق ہوئی ہے۔

۵۔ آذر بائیجان میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

۶۔ ایک تحقیق کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک صفین یمں واقع ہے اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں شرکت کی تھی اور وہاں پر شہادت کا درجہ نصیب ہوا تھا اس لیے غالبًا گمان یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پرانور بھی وہی پر موجود ہے۔

۷۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار شام کے شہر دمشق میں واقع ہے۔

(سیرت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۸۸)

# دُعائے مغنی

دُعائے مغنی دو ہیں ایک یہی جو ہم نے سلسلہ اویسیہ والوں کے لیے فقیر اویس غفرلہٗ نے لکھ دی ہے دوسری اس سے زیادہ طویل ہے۔ مستند و معتمد علیہ اہل سلسلہ اویسیہ کے لیے کہ کسی شیخ کامل یا سنی عالم باعمل سے اجازت لی جائے۔ زکوٰۃ کے بعد ورد وظائف زیادہ مناسب ہے اور زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے۔

اس کا عامل نہ صرف دنیا داروں سے بے نیاز ہو کر تونگر ہو جاتا ہے بلکہ اس کے تمام دینی و دنیوی حاجات و مہمات رفع ہو جاتے ہیں اور آفات ارضی وسماوی سے شیخ ابوسلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب کسی کو امر کے پورا کرنے کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ پاک و صاف اور باوضو ہو کر بعد نماز درود شریف پڑھ کر اس دُعا کو شروع کرے اور بعد دُعاء درود شریف پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں اپنی خواہش کا اظہار کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی خواہش پوری ہو جائے گی۔

اس دُعا کے عمل کا طریقہ اگرچہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن آپ کے معتقدین سے یہ سنا گیا ہے کہ سلسلہ اویسیہ کا کوئی بزرگ دنیا کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا اس نے چالیس دن اس دُعائے مغنی کا ورد اس طریقے سے کیا کہ پہلا روز صرف ایک دفعہ پڑھی دوسرے روز دو دفعہ، تیسرے روز تین دفعہ اور چوتھے روز چار دفعہ۔ اسی طرح سے اس نے ہر روز ایک کی تعداد بڑھائی حتیٰ کہ چالیسویں روز اُس نے چالیس دفعہ پڑھی تو اس

دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس بزرگ کو فقر و فاقہ کی مصیبت سے نجات دی بلکہ تونگر و غنی کر دیا۔

صاحب لطائف نفیسیہ نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل دُعاء ایک ورق پر لکھی ہوئی مجھے ملی ہے جو بزرگانِ سلسلہ اویسیہ سے ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْضٌ فَصَحِّحْهُ وَفَا وَفَاسِدًا فَاَصْلِحْهُ وَمُظْلِمٌ فَتَنُوْرَهٗ وَعَمٌ فَبَصِّرَهٗ وَوَنَسَ فَطَهِّرَهٗ وَضَرَابَ فَعَمِّرَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْاِیْمَانَ الْكَامِلَ بِكَ وَنَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ عَنِ الْبَلَاءِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اس دُعا کا ورد صفائی قلب و تجلی باطن حاصل ہونے کا باعث ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت زیادہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ

اے اللہ!

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

تو رحمتِ کاملہ نازل فرما ہمارے سردار اور آقا (حضرت) محمد (ﷺ)

وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

اور ہمارے سردار اور آقا (حضرت) محمد (ﷺ) کی آل پر

وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اور برکتیں اور سلام بھیج۔

وَبِكَ اَسْتَغِيْثُ

اور میں فریاد چاہتا ہوں تجھ سے

فَاَغِثْنِيْ

پس فریاد رسی فرما۔

وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ

اور میں نے بھروسہ کیا تجھ پر،

فَاكْفِنِيْ

پس میری کفایت کر۔

یَا کَافِیُ

اے کفایت کرنے والے

اِکْفِنِیُ الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

کفایت فرما، میری مشکلوں میں، دنیا اور آخرت کے کام میں

وَیَارَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اور اے دنیا و آخرت میں رحم کرنے والے۔

وَیَارَحِیْمَهُمَا

اور اے دنیا و آخرت میں مہربان!

اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ

تیرا بندہ ہوں میں تیرے در پر ہوں

فَقِیْرُكَ بِبَابِكَ

تیرا فقیر، تیرے در پر ہے

سَآئِلُكَ بِبَابِكَ

تجھ سے مانگنے والا تیرے در پہ ہے

ذَلِیْلُكَ بِبَابِكَ

تیرا ذلیل (بندہ) تیرے دَر پر ہے

اَسِیْرُكَ بِبَابِكَ

تیرا قیدی تیرے دَر پر ہے

ضَعِیْفُكَ بِبَابِكَ

تیرا کمزور (بندہ) تیرے در پر

مِسْکِیْنُكَ بِبَابِكَ

تیرا مسکین (بندہ) تیرے دَر پر ہوں

ضَیْفُكَ بِبَابِكَ

تیرا مہمان تیرے در پر حاضر ہوں

يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اے تمام جہانوں کے پروردگار!

اَلطَّالِعُ بِبَابِكَ
تیرے دَر پر بدکردار بندہ حاضر ہے

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
اے فریادیوں کی فریادیں پوری کرنیوالے

مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ
تیرا اندوہگین بندہ تیرے دَر پر حاضر ہے

يَا كَاشِفَ
اَے دُور کرنے والے

لِكُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ
غم کے ماروں کے غم

عَاصِيْكَ بِبَابِكَ
تیرے دَر پر تیرا گنہگار بندہ حاضر ہے

يَا طَالِبَ الْبَآرِّيْنَ
اے نیک کاروں کے چاہنے والے

اَلْمُقِرُّ بِبَابِكَ
اقرار کرنے والا تیرا بندہ تیرے دَر پر حاضر ہے

يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ
اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے

اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ
تیرا خطا کار بندہ تیرے دَر پر حاضر ہے

يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ
اے گنہگاروں کو بخشنے والے!

اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ
تیرے دَر پر اعتراف کرنے والا حاضر ہے

يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اے پَروردگار جہانوں کے!

اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ
تیرے دَر پر ظلم کرنے والا بندہ ہے

يَامَامَلَ الطَّالِبِيْنَ
اے طالبوں کی اُمید گاہ!

اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ
خطاوار بندہ تیرے دَر پر حاضر ہے

اَلْبَائِسُ بِبَابِكَ
محتاج تیرے دَر پر حاضر ہے

اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ
تیرے دَر پر عاجزی کرنے والا حاضر ہے

اِرْحَمْنِي يَا مَوْلَائِي
مجھ پر رحم فرما، اے میرے مولا

يَامَوْلَائِي
اے میرے مولا!

اِلٰهِيْ
اے اللہ

اَنْتَ الرَّبُّ
تو پروردگار ہے

وَاَنَا الْعَبْدُ
اور بندہ ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ
اور بندے پر کون رحم کرنے والا ہے

اِلَّا الرَّبُّ
پروردگار کے سوائے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي
اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْخَالِقُ
تو خالق ہے

وَاَنَا الْمَخْلُوقُ
اور مخلوق ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَخْلُوْقَ اِلَّا الْخَالِقُ

مخلوق پر اور کون رحم کرنے والا ہے سوائے خالق کے

مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ

تو بڑا روزی دینے والا ہے اور روزی لینے والا ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّزَّاقُ

روزی لینے والے پر اور کون رحم کرنے والا ہے روزی دینے والے کے سوائے

مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْمَلِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ

تو شاہِ شہاں ہے اور ادنیٰ غلام ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَلِكُ

ادنیٰ غلام پر اور کون رحم کرنے والا ہے سوائے شاہ شہاں کے

مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْعَزِيْزُ وَأَنَا الذَّلِيْلُ

تو غالب ہے اور خوار ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ إِلَّا الْعَزِيْزُ

خوار پر اور کون رحم کرنے والا ہے سوائے غالب کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْغَنِيُّ وَأَنَا الْفَقِيْرُ

تو غنی ہے اور فقیر ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَقِيْرَ إِلَّا الْغَنِيُّ

فقیر پر اور کون رحم کرنیوالا ہے سوائے غنی کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْحَيُّ وَأَنَا الْمَيِّتُ

تو زندہ ہے اور مردہ ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَيِّتَ إِلَّا الْحَيُّ

مُردہ پر اور کون رحم کرنے والا ہے زندہ رہنے والے کے سوائے ازل تا ابد

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْبَاقِیْ — وَاَنَا الْفَانِیْ

سدا رہنے والا تو ہے — اور فانی ہوں میں

وَهَلْ یَرْحَمُ الْفَانِیَ — اِلَّا الْبَاقِیْ

اور فانی پر کون رحم کرنے والا ہے — سوائے سدا رہنے والے کے

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْکَرِیْمُ — وَاَنَا اللَّئِیْمُ

تو بخشش والا ہے — اور میں نا اہل ہوں

وَهَلْ یَرْحَمُ اللَّئِیْمَ — اِلَّا الْکَرِیْمُ

اور کون نا اہل پر رحم کرنیوالا ہے — سوائے بخشش والے کے

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْغَافِرُ — وَاَنَا الْمُسِیْءُ

تو معاف کرنے والا ہے — اور میں گنہگار ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْءَ اِلَّا الْغَافِرُ

اور کون گنہگار پر رحم کرنیوالا ہے سوائے معاف کرنے والے کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ

تو بخشنے والا ہے اور گنہ گار ہوں میں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُذْنِبَ اِلَّا الْغَفُوْرُ

اور کون گنہگار پر رحم کرنیوالا ہے سوائے بخشنے والے کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْعَظِيْمُ وَاَنَا الْحَقِيْرُ

تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْحَقِيْرَ اِلَّا الْعَظِيْمُ

اور کون حقیر پر رحم کرنیوالا ہے سوائے عظیم کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْقَوِيُّ وَأَنَا الضَّعِيفُ

تو توانا ہے اور میں ناتواں ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيفَ إِلَّا الْقَوِيُّ

اور کون ناتواں پر رحم کرنیوالا ہے سوائے توانا کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْمُعْطِيُّ وَأَنَا السَّائِلُ

تو عطا کرنے والا ہے اور میں سائل ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ السَّائِلَ إِلَّا الْمُعْطِيُّ

اور کون سائل پر رحم کرنیوالا ہے سوائے عطا کرنے والے کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الْأَمِينُ وَأَنَا الْخَائِفُ

تو سراپا امن ہے اور میں سراپا خائف ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْخَائِفَ إِلَّا الْأَمِينُ

اور کون خائف پر رحم کرنیوالا ہے سوائے سراپا امن عطا کرنیوالے کے

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْجَوَّادُ — وَاَنَا الْمِسْکِیْنُ

تو سخی ہے — اور میں مسکین ہوں

وَھَلْ یَرْحَمُ الْمِسْکِیْنَ — اِلَّا الْجَوَّادُ

اور کون مسکین پر رحم کرنیوالا ہے — سوائے سخی کے

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الْمُجِیْبُ — وَاَنَا الدَّاعِیْ

تو پکار قبول کرنے والا ہے — اور میں پکارنے والا ہوں

وَھَلْ یَرْحَمُ الدَّاعِیَ — اِلَّا الْمُجِیْبُ

اور کون پکارنے والے پر رحم کرنیوالا ہے — سوائے پکار قبول کرنیوالے کے

مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ

اے میرے مولا، اے میرے مولا

اَنْتَ الشَّافِیْ — وَاَنَا الْمَرِیْضُ

تو شفاء دینے والا ہے — اور میں مریض ہوں

وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرِيضَ إِلَّا الشَّافِي

اور کون مریض پر رحم کرنیوالا ہے سوائے شفاء دینے والے کے

مَوْلَائِي مَوْلَائِي

اے میرے مولا، اے میرے مولا

أَنْتَ الرَّبُّ وَأَنَا الْعَبْدُ

تو پروردگار ہے اور بندہ ہوں میں

أَنْتَ الْخَالِقُ وَأَنَا الْمَخْلُوقُ

تو خالق ہے اور مخلوق ہوں میں

أَنْتَ الرَّزَّاقُ وَأَنَا الْمَرْزُوقُ

تو رازق ہے اور روزی کا طلب گار ہوں میں

أَنْتَ الْمَالِكُ وَأَنَا الْمَمْلُوكُ

تو مالک ہے اور ادنیٰ غلام ہوں میں

أَنْتَ الْعَزِيزُ وَأَنَا الذَّلِيلُ

تو غالب ہے اور خوار ہوں میں

أَنْتَ الْغَنِيُّ وَأَنَا الْفَقِيرُ

تو غنی ہے اور فقیر ہوں میں

| | |
|---|---|
| أَنْتَ الْحَيُّ | وَأَنَا الْمَيِّتُ |
| تو ازل تا ابد زندہ | اور مردہ ہوں میں |
| أَنْتَ الْبَاقِيُ | وَأَنَا الْفَانِيُ |
| تو باقی ہے | اور فانی ہوں میں |
| أَنْتَ الْكَرِيْمُ | وَأَنَا اللَّئِيْمُ |
| تو کریم ہے | اور نا اہل ہوں میں |
| أَنْتَ الْغَافِرُ | وَأَنَا الْمُسِيُّ |
| تو بخشنے والا ہے | اور گنہ گار ہوں میں |
| أَنْتَ الْغَفُوْرُ | وَأَنَا الْمُذْنِبُ |
| تو بخشنہار ہے | اور خطا وار ہوں میں |
| أَنْتَ الْعَظِيْمُ | وَأَنَا الْحَقِيْرُ |
| تو عظیم ہے | اور حقیر ہوں میں |
| أَنْتَ الْقَوِيُّ | وَأَنَا الضَّعِيْفُ |
| تو توانا ہے | اور ناتواں ہوں میں |
| أَنْتَ الْمُعْطِيُّ | وَأَنَا السَّائِلُ |
| تو عطا فرمانے والا ہے | اور منگتا ہوں میں |

| | |
|---|---|
| اَنْتَ الْاَمِیْنُ | وَاَنَا الْخَائِفُ |
| تو سراپا امن ہے | اور سراپا خائف ہوں میں |
| اَنْتَ الْجَوَّادُ | وَاَنَا الْمِسْکِیْنُ |
| تو سخی ہے | اور مسکین نادار ہوں میں |
| اَنْتَ الْمُجِیْبُ | وَاَنَا الدَّاعِیْ |
| تو پکار قبول کرنے والا ہے | اور پکارنے والا فریادی ہوں میں |
| اَنْتَ الشَّافِیْ | وَاَنَا الْمَرِیْضُ |
| تو شفا دینے والا ہے | اور مریض ہوں میں |

اَسْئَلُكَ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ امان دے، امان دے

مِنْ زَوَالِ الْاِیْمَانِ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ

مجھے زوال ایمان سے اور شیطان کے شر سے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

فِیْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَضِیْقِهَا

قبروں کے اندھیرے اور ان کی تنگی میں

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

عِنْدَ سُؤَالِ مُنْکَرٍ وَّ نَکِیْرٍ وَّ هَیْبَتِهِمَا

منکر نکیر کے سوال کے وقت اور اُن کی ہیبت سے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَشِدَّتِهَا

قبروں کی وحشت اور اُن کی سختی کے وقت

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

اس دِن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِیْ

جس دِن کہ صور پھونکا جائے گا پس بے ہوش ہو ہو گریں گے

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ

جو لوگ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں، مگر جن کو اللہ چاہے گا

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

یَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

جس دن کہ شدید زلزلے کے ساتھ زمین کو ہلا دیا جائے گا

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ

جس دن کہ بادلوں کی طرح آسمان پھٹ پڑیں گے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ

جس روز کہ لپیٹے جائیں گے آسمان، جیسے طومار میں کاغذ لپیٹے جاتے ہیں

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

جس دن کہ بدل دی جائے گی زمین کسی دوسری زمین سے۔ اور

وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

آسمان بھی۔ اور لوگ اللہ اکیلے اور زبردست کے سامنے کھڑے ہوں گے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ

جس دن کہ دیکھے گا آدمی جو کچھ اس نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجا ہے

وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِیْ كُنْتُ تُرَابًا

اور کافر کہے گا کہ کاش! میں تو مٹی ہی ہوتا

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ

جس دن کہ مال و دولت اور بیٹے و اولاد نفع نہ دیں گے

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

مگر جو لوگ کہ قلبِ سلیم (پاک دل) کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہوں گے

اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ

اے میرے اللہ امان دے، امان دے

يَوْمَ يُنَادٰى مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ

جس دن کہ عرش کے اندر سے آواز دی جائے گی کہ

اَيْنَ الْعَاصُوْنَ

کہاں ہیں گنہگار؟

وَ اَيْنَ الْمُذْنِبُوْنَ

اور کہاں ہیں بدکار؟

وَ اَيْنَ الْخَآئِفُوْنَ

اور خوف کرنے والے کہاں ہیں؟

وَ اَيْنَ الْخَاسِرُوْنَ

اور نقصان پانے والے کہاں ہیں؟

هَلُمُّوْآ اِلَى الْحِسَابِ

دوڑو حساب کی طرف

اِلٰهِيْ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ

اے اللہ! تو میرے چھپے ہوئے اور میرے ظاہر کو جانتا ہے

فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ

پس تو میری معذرت قبول فرما اور میری حاجت بھی تو جانتا ہے

فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ يَآ اِلٰهِيْ

پس اے اللہ پورا فرما دیجئے میرا سوال

اٰہِ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْیَانِ

مجھے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی زیادتی پر افسوس ہے

اٰہِ مِنْ کَثْرَۃِ الظُّلْمِ وَالْجَفَآءِ

مجھے اپنے ظلم اور جفاؤں کی زیادتی پر افسوس ہے

اٰہِ مِنَ النَّفْسِ الْمَطْرُوْدَۃِ

مجھے اپنے بھاگے ہوئے نفس پر افسوس ہے

اٰہِ مِنَ النَّفْسِ الْمَتْبُوْعَۃِ لِلْھَوٰی

مجھے اپنے خواہشات کے تابع نفس پر افسوس ہے

اٰہِ مِنَ الْھَوٰی اٰہِ مِنَ الْھَوٰی اٰہِ مِنَ الْھَوٰی

افسوس خواہش پر افسوس خواہش پر افسوس خواہش پر

اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ عِنْدَ تَغَیُّرِ حَالِیْ

اے فریاد رس میری حالت کی تبدیلی کے وقت میری مدد فرما

یَآ اِلٰھِیْ

اے میرے اللہ

اِنِّیْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِیُٔ

بے شک میں تیرا گنہگار بندہ ہوں مجرم اور خطا کار ہوں

اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ
مجھے دوزخ سے بچا

یَآ مُجِیْرُ یَآمُجِیْرُ یَآمُجِیْرُ
اے بچانے والے اے بچانے والے اے بچانے والے

اَللّٰھُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاَنْتَ اَھْلٌ
اے اللہ! اگر تو مجھ پر رحم کرے گا پس تو اس کے لائق ہے

وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَھْلٌ
اور اگر تو مجھے عذاب دے گا پس میں اُس کے لائق ہوں

فَارْحَمْنِیْ
پس مجھ پر رحم فرما

یَآ اَھْلَ التَّقْوٰی وَیَآ اَھْلَ الْمَغْفِرَةِ
اے ترس کرنے والے اور اے بخشش کرنے والے

یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ
اے رحم کرنیوالوں میں بڑے رحم کرنیوالے اور انتہا کے معاف کرنے والے

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (سہ بار)

وہ بہتر مالک اور بہتر مددگار ہے۔ (یہ آیت تین بار پڑھے)

فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَجَاوَزْعَنِّیْ وَاشْفِ اَمْرَاضِیْ

پس بخش دے میرے گناہ اور خطاؤں سے درگزر فرما اور بیماروں سے شفا دے

یَا اَللّٰہُ یَا کَافِیْ

اے اللہ اے کفایت والے

یَا رَبُّ یَا وَافِیْ

اے پروردگار، اے حاجات پوری کرنیوالے

یَا رَحِیْمُ یَاشَافِیْ

اے رحیم اے شفا دینے والے

یَا کَرِیْمُ یَا مُعَافِیْ

اے کرم کرنیوالے اے عافیت بخشنے والے

فَاعْفُ عَنِّیْ

پس مجھے بخش دے

وَعَنْ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَرُفَقَآءِ نَا الصَّادِقِیْنَ

اور میرے باپ اور ماں کو اور مخلص ساتھیوں کو

فِیْ خِدْمَةِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِیْمَانِ

جو قرآن و ایمان کی خدمت کرتے ہیں

فَاعْفُ عَنِّیْ

پس بخش دے میرے

مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ

تمام گناہ

وَّعَافِنِیْ | مِنْ كُلِّ دَآءٍ
اور مجھے عافیت دے | تمام بیماریوں سے

وَّارْضَ عَنِّیْ وَعَنْهُمْ اَبَدًا ؕ

اور راضی ہو جا مجھ سے اور ہم سب سے ہمیشہ کے لیے

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اپنی رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط

اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

اور رحمت کاملہ نازل فرما اُوپر

خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

اپنی بہترین مخلوق ہمارے سردار اور آقا

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی تمام آل اصحاب پر

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اپنی رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین

# مناقب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

# قصائد

## در مدح حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ از سیدنا چراغ دہلوی قدس سرہٗ

بے چارہ نا توانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
برلب رسیدہ جانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں عاجز و ناتواں ہوں اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ میری جان بلب ہے۔

نام تو برزبانم در داست صبح و شام
جزایں دیگر ندانم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام صبح و شام میری زبان کا ورد ہے اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔

تو عاشقِ رسولی دربار گاہ قبولی
دوری زہر ملولی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ عاشق رسول اور مقبول بارگاہ ہیں اے خواجہ قرنی آپ ہر رنج و ملال سے دور ہیں۔

تو کاشف القلوبی ہم ساتر العیوبی
ہم شافع الذنوبی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ کاشف القلوب اور عیوب چھپانے والے ہیں اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ گناہوں کی شفاعت کنندہ ہیں۔

شہبازِ آسمانی عنقاء لا مکانی
فیاض دو جہانی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ شہباز آسمان اور لا مکان کے عنقاء ہیں اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ فیاض دو جہاں ہیں۔

یا شافعی الشفیعی در منزلت رفیعی
در عاشقاں بدیعی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اے شافع اے شفیع آپ بلند منزلت ہیں اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ عاشقوں میں بھی عجیب ہیں۔

ہم واقف نہانی اسرارِ غیب دانی
ہم خواجۂ زمانی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ مخفی آراء کے واقف اور غیبی رموز کو جاننے والے ہیں اے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ زمانہ کے سردار ہیں۔

رحمے نما بعالم غم کرد پائمالم
رسوا مکن بعالم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

جملہ عالم پر رحم فرما مجھے غم نے پامال کر دیا اے خواجہ اویس رضی اللہ عنہ مجھے دُنیا میں رسوا نہ فرما۔

نظرِ بحال زادے کرمے بخاک سارے
رحمے بدل بدنگارے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

میرے حال زار پر رحم فرما اس خاکسار پر نظر کرم ہو اے خواجہ میرے بُرے دل پر رحم ہو۔

عاجز نصیر لطف توہست اظہر
حالم بما بنگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

عاجز نصیر (خواجہ نصیر الدین) چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہے اے خواجہ اویس آپ کا لطف بہت زیادہ ظاہر ہے میرا حال دیکھ کر (لطف فرما)۔ (اویسی غفرلہٗ)

# قصیدہ مدحیہ (عربیہ)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ (روض الرحاحین حکایت نمبر ۴۵)

سَقَى اللّٰهُ قَوْمًا مِنْ شَرَابِ وِدَادِهٖ

فَهَامُوْا بِهٖ مِنْ بَيْنِ بَادٍ وَحَاضِرِ

اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اپنی دوستی کی شراب پلا دیتا ہے اور وہ گروہ دور و نزدیک میں اس دوستی کے سبب سرگراں رہتا ہے۔

يَظُنُّهُمُ الْجُهَّالُ مَجْنُوْنًا وَمَا بِهِمْ

جُنُوْنٌ سِوَى الْحُبِّ عَلَى الْقَوْمِ ظَاهِرِ

اور جاہل لوگ اس گروہ کو دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ سوائے محبت کے اس گروہ سے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

سَقَوا بِکُؤسِ الْحُب رَاحًا مِنْ النِّدی

فَرَاحُوا سُکَارَیٰ بِالْحَبِیْبِ الْمُسَاهِیِ

یہ لوگ دیوانگی میں نہیں ہوتے اور اس گروہ کو دوستی کے سبب سے شراب محبت کے پیالے کے پیالے پلائے ہوئے ہوتے ہیں رات کو۔

نیا خونہ فی ظلمة اللیل عبدُنا

وقد خلوا منھم اویس بن عامر

وہ اپنے حبیب کے ساتھ حالتِ مستی میں رہتے ہیں اور رات کی تاریکی اور خلوت میں راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں اور انہی میں اویس ہیں۔

شهیرٌ یمانی ذوالمجد والعلی

لنا فیه عالی الفخر التفاخر

بن عامر یمنی ہیں جن کے عظمت اور علومرتبت کا ہمارے دلوں پر سکہ بیٹھا ہوا ہے اور فخر کرنے کے واسطے ان کی شان بڑی قابل فخر ہے۔

# قصیدہ مدحیہ (فارسی)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ (روض الرحاحین حکایت نمبر ۴۵)

دوستی از عشق بالا تر بودا!

عشق زہر و دوستی شکر بود!

دوستی عشق سے بھی بالاتر ہے۔ عشق زہر اور دوستی شکر ہے۔

سوئے آن دریا کہ طوفانِ خداست

دوستی غواص مردانِ خداست

اس دریا کی طرف جو طوفانِ خدا ہے۔ دوستی مردان خدا کی غواص ہے۔

سر بمہر دوستی ویسِ قرن!
بے خطا۔چون نافہ مشکِ ختن!

اویس قرنی کی دوستی سر بمہر ہے مشک ختن کے نافہ کی طرح بے خطا ہے۔

از دم بوئے خدا مدہوش بود
دوستی مصطفےٰ در جوش بود

آپ دم خدا کی خوشبو سے مدہوش تھے دوستی مصطفےٰ ﷺ میں پرجوش تھے۔

چون شہ گوہر از نبی پرواز کرد!
سنگ را۔گوہر فروش راز کرد

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہ پارے سے موتیوں دانتوں نے پرواز کی۔

آں بہار ہشت جنت در قطار
ساربانِ موج رحمت بربیار

غائبانہ سی رود گوہر فگند
ہر یکے خندیدن مہر بلند

ہر گہر کز رشتہ بیرون میکشید
دیگرے رابستہ در خوں میکشید

دوستی ایں نوع کن گر دوستی
کاں دو روزے تکیۂ ایں بوتی

ہم چو شاخ گل سراپا گوش باش
غنچہ شو در خرقۂ خاموش باش

# منقبت

## حضرت خواجہ سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ گولڑوی

عاشق دل سوختہ محبوبِ من
اسمہ خواجہ اویسؒ اندر قرن

کافراں کزوند چوں دندان شہید
ایں خبر درگوش ان عاشق رسید

چوں شنید آں پیکر مہر و وفا
از دہاں دنداں ہمہ کردہ جدا

گفت دو دنداں محبوب خدا ﷺ
بیش قیمت از ہمہ دندانِ ما

"میرے پیارے حبیب نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق جن کا اسم گرامی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ جب سُنا کہ کافروں نے نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک شہید کر دیئے ہیں تو یہ سنتے ہی پیکر مہر و وفا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانت نکال دیئے اور فرمایا میرے تمام دانتوں کی قیمت سے نبی کریم ﷺ کے دو دانت زیادہ قدر و قیمت رکھتے ہیں۔

بوئے جان من از سوئے عدن
از دمے جان پرور دلیس قرن

سرِ بمہر دوستی ویس قرن
بے خطا چون نامہ مُشک ختن

قرنہا اندر سجود آمد زمین در ہر زمن
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

قرنہا باید کہ تاصاحبدے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

ایں چنیں فرمود وصفش مصطفیٰ ﷺ
از یمن می آیدم بوئے خدا

جندا. قومیکہ دید حق بود دیدار شان
محو باشد در شہود سرِ غیب اسرار شان

جملہ در کہف فنا از ہستی خود خفتہ اند
لیک پندارند خواب آلود گان بیدار شان

اگرچہ اند انید خورشید جمالِ خود بکل
مشرق و مغرب گرفتہ پر تو انوار شان

از خدا خواہند سرّ ذات خود در ذات او
ایں بود ساعت بساعت سرِ استغفار شان

ریختہ بارانِ عرفان از سحابِ مکرمت
شیشہ حرف غیر از صفحۂ پندار شان

کار شان جز نفی ذات وصفت وفعل خویش نیست
کہ خداچہ بود کہ جامی راکئی درکار شان

از
(حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنیؓ
محبوب زمانہ حضرت اویس قرنیؓ

کرنا نظر جو مجھ پر آیا ہوں تیرے در پر
اے عاشقوں کے رہبر حضرت اویس قرنیؓ

تم گنج سرمدی ہو مقبول ایزدی ہو
محبوب احمدی ہو حضرت اویس قرنیؓ

جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنیؓ

تو شہنشاہ نرالا تیرا ہے بول بالا
مطلوب کملی والا حضرت اویس قرنیؓ

از
(محمد افضل درگاہ حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب خلیفہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ)

# قصیدہ مدحیہ (فارسی)

جندا قومیکہ دید حق بود دیدار شان
محو باشد در شہود سرغیب اسرار شان

جملہ در کہف فنا از ہستی خود خفتہ اند
لیک پندارند خواب آلودگان بیدار شان

اگرچہ اند ایند خورشید جمال خود بکل
مشرق و مغرب گرفتہ پرتو انوار شان

از خدا خواہدن سرِّ ذات خود در ذات او
ایں بود ساعت بساعت سرِ استغفار شان

ریختہ بارانِ عرفان از سحابِ مکرمت
شیشہ حرف غیر از صفحۂ پندار شان

کارشان جز نفی ذات وصفت وفعل خویش نیست
کہ خداچہ بود کہ جامی راکنی درکار شان

از
(حضرت کبیر زلالی رحمۃ اللہ علیہ)

خواجۂ ما حضرت اویس قرنیؓ
عاشق مصطفےٰ و حبیب ذوالمنن

فیضِ او عام است در عالم بطون
نام بر اوج است در زمرہ لا یحزنون

ماہمہ ریزہ خوار از فیضِ لیغمائے او
را پنجنین فرمانِ آمدہ از مصطفائے او

ایں اویسی ادنیٰ غلامست از غلامان او
بے پایان امیدوار داز فیضان او

ازؔ

(از فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی، ذکر اویس صفحہ ۳۹۔۳۸)

ہم گئے قبر اویس قرنی پر کہ سنیں
عشق میں پھنستی ہیں کس دام بلا میں جانیں

قبر عاشق سے صدا آئی کہ کیا حال کہیں
کبھی زندہ کبھی مردہ ہوئے ہم الفت میں
شوق نظارہ مگر دل سے نہ باہر نکلا

از

(حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ)

بے چارہ ناتوانم حضرت اویس قرنیؒ
برلب رسیدہ جانم حضرت اویس قرنیؒ

نام تو بر زبانم در داست صبح و شام
جز ایں دیگر ندانم حضرت اویس قرنیؒ

تو عاشق رسولی، در بارگاہِ قبولی
دوری ذکر ملولی حضرت اویس قرنیؒ

تو کاشف القلوبی ہم ساترا العیوبی
ہم شافع الذنوبی حضرت اویس قرنیؒ

شہباز آسمانی، عُنقاء لامکانی
فیاضِ دوجہاں حضرت اویس قرنیؓ

یا شافعی الشفیعی در منزلت رفیعی
در عاشقان یدیعی حضرت اویس قرنیؓ

از
(حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ذکر اویس صفحہ ۲۹)

✿✿✿

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنیؓ
محبوبِ زمانہ حضرت اویس قرنیؓ

کرنا نظر جو مجھ پر، آیا ہوں تیرے در پر
اے عاشقوں کے رہبر، حضرت اویس قرنیؓ

تم گنجِ سرمدی ہو، مقبول ایزدی ہو
محبوب احمدی ہو، حضرت اویس قرنیؓ

جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنیؓ

تو شہنشاہ نرالا، تیرا ہے بول بالا
مطلوب کملی والا حضرت اویس قرنی

از

(حضرت محمد افضل اویسی درگاہ حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب، ذکر اویس صفحہ ۳۹)

منزل عشق کا مینارا اویس قرنیؓ
عاشق سید ابرار اویس قرنیؓ

رحمت حق کے طلبگار اویس قرنیؓ
ہم گنہگاروں کے غمخوار اویس قرنیؓ

ظاہری آنکھوں کو دیدار محمد ﷺ نہ ہوا
پھر بھی کرتے تھے بہت پیار اویس قرنیؓ

دل کے آئینے میں جلوہ تھا حبیب حق کا
روز کر لیتے تھے دیدار اویس قرنیؓ

دنیا داروں سے بہت دور رہا کرتے تھے
عشق میں رہتے تھے سرشار اویس قرنیؓ

بخشش اُمت مرحوم کی کرتے تھے دُعا
طالب احمد مختار اویس قرنیؓ

ہو سکندر کا یہ اظہار عقیدت منظور
آپ کی مدح میں اشعار اویس قرنیؓ

از

(حضرت اویسؓ قرنی اور ہم)

# قصیدہ مدحیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى رَأْسِ فَرِيْقِ النَّاسِ

اے اللہ تمام لوگوں کے سروں پر درود بھیج۔

مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْيَاسِ

قیامت میں صرف انہی سے مخلوق کو امان ہو گی۔

صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى مَنْ هُوَ فِيْ خَرِغَمٍ

اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس ذات نے۔

كُلُّ مَنْ يَظْمَاءُ يَسْقِيْهِ رَحِيْقَ الْكَاسِ

ہر پیالے کو خالص شراباً طہورا کے پیالے بھر بھر کر پلائیں گے۔

صَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى مَنْ بِرَجَاءِ الْكَرَمِ

اے ربّ تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جس کے لطف و کرم

سے ہزاروں اُمیدیں وابستہ ہیں۔

خُصَّ مَنْ جَاءَ اِلَيْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ

ان کا کرم اپنے پرائے کے لیے ہے جو بھی آیا محروم نہ رہا۔

صَلِّی یَا رَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَر

اے ربّ تعالیٰ ہر بشر کے مونس و غم خوار پر درود بھیج۔

مُبَدِّلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاِسْتِینَاس

ہر قبر میں اپنے اُنس سے قبر والے کی وحشت دور فرمائیں گے۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُل

اے ربّ تعالیٰ رُسُل کرام علیہم السلام کے روح اور ان کے سردار پر درود بھیج۔

فَنَفْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِهٖ بِالرَّاس

ہم تو ان کے قدموں پر سر قربان کرنے والے ہیں۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ نِعَمٍ دَائِمَةٍ

اے ربّ تعالیٰ دائمی نعمتوں والے نبی علیہ السلام پر درود بھیج۔

نِعَمُ الْیَوْمَ عَلَی الْخَلْقِ بِلَا مِقْیَاس

مخلوق پر آج بھی ان کی اَن گنت نعمتیں ہیں۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ

اے ربّ تعالیٰ بہترین شریعت والے نبی (علیہ السلام) پر درود بھیج۔

فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ النَّسْنَاس

جنہوں نے تشریف لاتے ہی اچھے بُرے سے ممتاز بنایا ہے۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتَہٗ

اے ربّ تعالیٰ لطف وکرم والے نبی علیہ السلام پر درود بھیج جس کی اُمت۔

یَعْصِمُ الْحَقُّ مُحِبِّیْہِ مِنَ الْخَنَّاس

حق تعالیٰ آپ کے عشاق کو خناس سے محفوظ رکھتا ہے۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مَنْ عَاذَبِہٖ

اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جن کی ذات سے جس نے پناہ لی تو۔

لَمْ تُصَلِّ قَطُّ اِلَیْہِ یَدُ الْوَسْوَاس

اسے کبھی شیطان نہ بہکا سکے گا۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مَنْ یَارَقَہٗ

اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جن کی جس پر تلوار چمکی۔

اَلسَّیْفُ قَدْ اَذْھَبَ قَطْعًا بَصَرَ الشَّمَّاس

تو یقیناً دشمن کی آنکھ کو مٹا ڈالا۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرْف

اے ربّ تعالیٰ شرافت والے نوع انسانی پر درود بھیج۔

مَیَّزَ النَّاسَ بِہٖ الْفَضْلُ مِنَ الْاَجْنَاس

جنہیں تیرے فضل نے نوع انسانی کے جنس سے ممتاز بنایا۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِنَخِیْلِ الْکَرَمِ

اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جن کی نخیل کرم کے۔

فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ الْیَوْمَ لَنَا الْغِرَاسِ

آج بھی رحم میں ہمارے لیے باغات موجود ہیں۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لِغَنَآءِ الْکَرَمِ

اے ربّ تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس کا غنائے کرم۔

مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْھَبُ بِالْاِفْلَاسِ

فقراء کے گھروں سے افلاس کو مار بھگاتا ہے۔

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی عِتْرَتِہِ الطّٰھِرَاتِ

اے ربّ درود بھیج آپ کی عزت پاک پر۔

وَعَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَۃِ وَالْعَبَّاسِ

اور آپ کے صحابہ کرام اور حمزہ و عباس پر!

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لِاُوَیْسٍ مِنْہُ

اے ربّ تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جن کے علاقے اویس کا

طَھُرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

جسم اور دل غل پاک و صاف ہوا!

# کتابیات

☆ قرآن مجید
☆ تفسیر کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ
☆ صحیح مسلم شریف
☆ شرح مشکوٰۃ شریف
☆ تفسیر نعیمی از غلام معین الدین نعیمی
☆ کشف المحجوب از سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ
☆ مکاشفۃ القلوب از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
☆ ذکرِ اویس از حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
☆ تذکرۃ الاولیاء از حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
☆ سیرت پاک حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ از حضرت پیر سیّد ارتضٰی علی کرمانی
☆ فیضانِ شرح اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ (ملفوظاتِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ) از ابو احمد غلام حسن اویسی قادری
☆ تفریح الخاطر از علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ
☆ تاریخِ اسلام از شاہ معین الدین ندوی
☆ تاریخِ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی
☆ شرح ابیاتِ باھو از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ

- ☆ عشقِ رسول کریم ﷺ از نواز رومانی صاحب
- ☆ سیرت صحابہ از شاہ معین الدین ندوی
- ☆ اقوالِ اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ سیرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر سید عامر گیلانی صاحب
- ☆ احیاء العلوم از حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ کیمیائے سعادت از حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ شرح تعرف الموسوم نور المریدین از مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ نوادرات از علامہ اسلم جیراجپوری
- ☆ سوانح حیات مع شرح حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ از عبدالرحمٰن شوق
- ☆ قصص الاولیاء از سیّد غلام مصطفٰے شاہ بخاری
- ☆ حلیۃ الاولیاء شریف از حضرت امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ طبقات امام شعرانی از حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ تاجدار یمن اردو ترجمہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ از الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ

ہماری چند دیگر مطبوعات
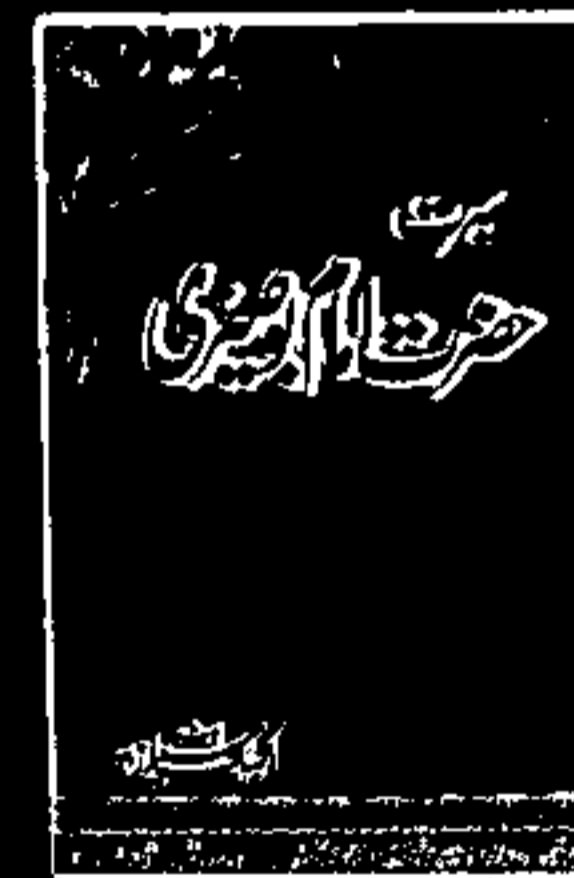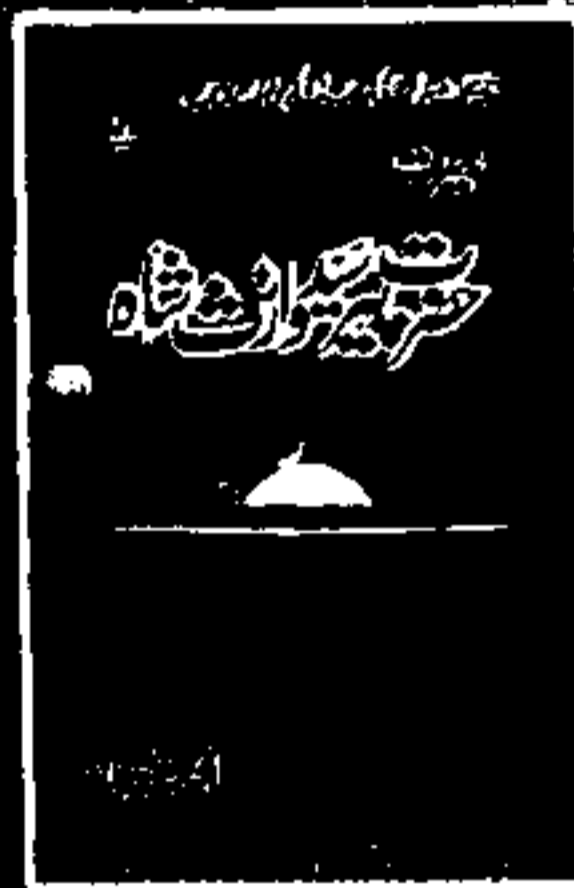
زبیدہ سینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022